سلسلہ مطبوعات مرکزِ تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری - ۲۱

اسلام میں قانون سازی

www.KitaboSunnat.com

الذین ان مکنھم فی الارض اقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر وللہ عاقبۃ الامور ○ (الحج ۴۱)

تالیف

خالق داد رانجھا

مرکزِ تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری

نسبت روڈ ○ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

259.5
1 - ں ر ا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مقدمہ

امّا بعد! اللہ تعالیٰ نے امّت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰت کو خیر امّت کا لقب دیا اس لیے کہ یہ جس کی امّت ہے وہ خیر البشر وختم المرسلین (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس پر نازل ہونے والا کلام خیر الکلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی گواہی دینے والا زندہ جاوید معجزہ ہے۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا جیسی آیتیں نازل ہو چکی ہیں لہٰذا دین اب کسی اتمام وتکمیل کا محتاج نہیں اس کے قوانین ابدی ولازوال ہیں البتہ چونکہ اسلامی معاشرہ ارتقاء پذیر ہے اور ظاہر ہے کہ نصوص شرعیہ محدود اور حالات متغیر وتبدل ہیں۔ لہٰذا شرعی نصوص کی بنیاد پر قیاس اور اجتہاد کے ذریعے قانونسازی ضروری ہے ورنہ کہنے والے کہیں گے کہ اسلام تغیرات زمانہ کا ساتھ نہیں دے سکتا حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ اسلام ایک متحرک نمو پذیر دین کا نام ہے۔

میرے عزیز خالق داد رانجھا صاحب ایڈووکیٹ نے انتہائی کدوکاوش سے زیرنظر کتابچے میں اسی حقیقت کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ ساتھ ہی

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے طریقے بھی بیان کئے ہیں اور اس کے راستے میں جو ضروری احتیاطیں ہیں ان پر بھی بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ قارئین کرام فاضل مؤلف کی اس علمی کوشش سے خاطر خواہ فائدہ اٹھائیں گے خاص کر قانون کے طلبہ ۔ اللہ تعالیٰ فاضل موصوف کی اس خدمت کو قبول فرمائے ۔ آمین !

سید محمد متین ہاشمی

ڈائریکٹر (ریسرچ سیل) دیال سنگھ لائبریری

لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اسلام میں قانون سازی

"اسلام" کے معنی ہیں "انقیاد لامر الآمر ونہیہ بلا اعتراض"[1]

اسلام کا مطلب ہے حکم دینے والے (اللہ) کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا اور جس سے وہ روکے، رک جانا بغیر کسی اعتراض کے۔ اسلام عالمگیر شریعت ہے۔ اسلام کا مقصد پوری انسانیت کی اصلاح اور فلاح ہے۔ اسلام انسان کے بنائے ہوئے قوانین کو خدا کے بنائے ہوئے قوانین کی بالاتری سے محدود کرنا ہے۔ محراب و منبر سے لے کر حکومت و اقتدار تک اور میاں بیوی کے درمیان تکرار سے لے کر بین الاقوامی قانون تک ہر شعبۂ زندگی میں اسلام ہماری مکمل رہنمائی کرتا ہے۔ تشکیلی قانون سازی (Formulative Legislation) مثلاً اسلامی ریاست کے دستور و قوانین کو اسلامی شریعت کے مطابق بنانا اور ضابطہ جاتی قوانین (Procedural Code) بنانا ہو یا تشریحی قانون سازی (Interpretive Legislation)۔ غرضیکہ اسلام ملک کے دستور و قوانین تشکیل دینے میں ہر ضرورت پوری کرتا ہے۔ اسلام نے

---

[1] المنجد: صفحہ ۳۴۷ طبع بیروت۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمیں بہترین قانون دیا ہے جو معاشرہ کی تمام مشکلات کا واحد اور مکمل حل ہے۔
اسلامی قانون کی افادیت اور اس کے اندر جرائم کو ختم کرنے کی اہلیت کا غیر مسلم بھی اعتراف کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے "ان الحکم الا للہ" (سورۃ یوسف: ۴۰)
ترجمہ "فرمانروائی کا اختیار اللہ کے سوا کسی کے لئے نہیں ہے"۔ اسی طرح ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَمَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ" (سورۃ المائدہ: ۴۴)۔ ترجمہ "جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں"۔

اسلامی قانون کے بنیادی اصول اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ ہیں جو کہ قرآن پاک کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہیں۔ ان بنیادی اصولوں کی تشریح و نمونہ سرکار دو عالم رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ ہے جو کہ احادیث مقدسہ کی کتابوں میں محفوظ ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے "وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰى" (سورۃ النجم: ۳)۔ ترجمہ "اور وہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے مگر (وہی فرماتے ہیں) جو وحی انہیں کی جاتی ہے"۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو ہی بہترین نمونہ (Best Code of Life) قرار دیا ہے "لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ" (سورۃ الاحزاب: ۲۱)۔ ترجمہ "درحقیقت تمہارے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں ایک بہترین نمونہ ہے"

فقہاء (Muslim Jurists)۔ ایسے معاملات میں جہاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نص موجود نہ ہو قانون سازی کے دوران جدید حالات اور وقتی تقاضوں کو مدنظر رکھ کر شارع کی مرضی و منشاء کے مطابق اجتہاد کر کے قانون بنا سکتے ہیں۔ ہر دور میں مسائل وحوادث تو غیر متناہی ہوتے ہیں اور آیات واحادیث متعلقہ احکام محدود ہیں۔ اس لیے اجتہاد کا دروازہ بند کرنے سے فقہ اسلامی پر جمود طاری ہو جائے گا۔

موجودہ دور کی اہم ترین ضرورت یہ ہے کہ اسلامی قانون سازی پر کام کیا جائے۔ اپنے اپنے ادوار میں فقہاء نے قرآن وسنت کی تعلیمات سے مسائل استنباط کر کے اس چیلنج کا مقابلہ کیا۔ اسلام ہر دور کے تمام مسائل کا حل اپنے اندر رکھتا ہے۔ انفرادی اور اجتماعی طور پر اجتہاد کرنے کی صلاحیت رکھنے والوں کو ایک جماعت کی صورت میں قوم کے سامنے آنا چاہیئے۔ انہیں انفرادی اور اجتماعی طور پر اجتہاد کر کے اسلامی قانون سازی پر کام کرنا چاہیئے۔ حکومت کو بھی ایسے طبقہ کی ترقی و بہبود کے لیے بہتر ماحول پیدا کرنا چاہیئے۔ فقہ یا اسلامی قانون کی تشریحات کو صرف بوقت ضرورت وضع کرنا چاہیئے جب نئے مسائل پیدا ہوں۔ اس ضرورت کے پیش نظر قرآن وسنت کی روشنی میں ان کا حل ڈھونڈا جائے۔ مباح احکام سے متعلق حکومت کو آزادی سے قانون سازی کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ فقہی مسائل میں اختلاف پیدا ہونا ایک فطری اور قدرتی امر ہے۔ امام عادل یا اسلامی حکومت کا سربراہ یا قاضی مقدمہ کا فیصلہ کرتے وقت ان فتاویٰ میں سے جن کو درست تسلیم کرے ان کو قانون مروجہ کی حیثیت دے سکتا ہے۔ اب اس کی جگہ پر مجلس شوریٰ کو یہ کام سونپا جا سکتا ہے۔

اسلام کا تصور قانون یہ ہے کہ کس طرح اللہ کے احکام کا اطلاق زندگی پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا جائے۔ بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ مروجہ اسلامی قانون ضابطہ دیوانی
(Civil Procedure Code)، ضابطہ فوجداری
(Criminal Procedure Code) اور تعزیرات پاکستان
(Pakistan Penal Code.) کی طرح یکجا ہمارے پاس موجود نہیں۔
بلکہ قرآن وسنت میں منتشر ہے۔ جس کی تدوین کے وقت فقہاء کی اختلافی رایوں میں سے ایک احسن رائے کو تلاش کرنا بہت مشکل ہے۔ دوسرا یہ کہ اگر چند لوگوں کو قانون سازی کے لیے ایک کمیٹی کی صورت میں تشکیل دیا جائے تو یہ بھی ایک بدعت ہوگی۔ جس کو مختلف فقہی اختلافات کے دور میں قبولیت حاصل نہیں ہوگی۔ یہ گمان سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ اہل سنت والجماعت نے مشترکہ طور پر چاروں مشہور ائمہ کو درست تسلیم کیا ہے۔ اب ہمیں اجتہاد کرتے وقت ان ائمہ کے اجتہادات کو مدنظر رکھنا چاہیئے اور اپنے اندر رواداری پیدا کرنی چاہیئے۔ اجتہادی معاملات میں زیادہ تر اکثریت کی فقہ کو ہی پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ اسی طرح باہمی تقابل کے بعد جو مسائل دلائل کی کسوٹی پر زیادہ موزوں ثابت ہوں ان کو اختیار کیا جائے۔

عملی زندگی میں اکثر مسائل کا تقوٰی، خدا خوفی اور تجربات کی روشنی میں پتہ چل جاتا ہے کہ اس کے مختلف پہلوؤں میں سے کس پہلو کو اختیار کیا جائے یا ترجیح دی جائے۔ ایسی مثالیں کافی مل جاتی ہیں کہ متاخرین نے متقدمین کے مسلک کو چھوڑ کر دوسرا طریقہ اختیار کیا۔ اس طرح بھی بسا اوقات ہُوا کہ اپنے امام کو چھوڑ کر دوسرے امام کے مسلک کے مطابق فتوٰی دیا۔ سوسائٹی زیادہ دیر تک تقلید و جمود کو قبول نہیں کرتی۔ اگر ہم نے تقلید و جمود کو چھوڑ دیا تو اس طرح فرقہ پرستی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تعصب کی برائیاں بھی کافی حد تک کم ہو جائیں گی اور مسلمانوں میں یک جہتی اور اتحاد کی فضاء قائم ہو گی۔ اورنگ زیب عالمگیر کی تشکیل کردہ علماء کی کمیٹی نے "فتاوٰے عالمگیری" کو مرتب کیا۔ اور حکومت ترکی نے "مجلۃ الاحکام العدلیۃ" قانون کی کتاب مرتب کی جو کہ اس سلسلے میں ہمارے لئے بہترین نمونہ ہیں۔ جو احکام مصلحت یا عرف پر مبنی ہوں ان احکام کو مصلحت یا عرف کی تبدیلی کے ساتھ تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ اسلامی قانون کے اس حصہ میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے اور اس تبدیلی میں بے پناہ فائدے ہیں۔

اسلامی قانون اور تقلید

بغداد کی تباہی پر علماء و فقہاء اسلام کے مستقبل سے تقریباً ناامید ہو گئے بالخصوص قدامت پسند مفکرین نے اسلام کے مستقبل کو محفوظ کرنے کے لیے اور مسلمانوں کو مزید انتشار سے بچانے کے لیے تقلید کی راہ اختیار کی۔ اب حالات بدل چکے ہیں۔ قرآن و سنت کی تفسیریں اور دیگر ضروری کتب بہ آسانی بازار میں دستیاب ہیں۔ آج کے مجتہدین کے لیے متقدمین سے زیادہ اجتہاد کرنے کے لیے علمی مواد مل سکتا ہے۔ لہٰذا تقلید و جمود کی بجائے اب ہمیں وقت کے تقاضوں اور ضروریات کو مدنظر رکھ کر آگے بڑھنا چاہیئے۔ لوگوں کا دماغ تجربات اور عقل سے ہٹ کر محض تقلید و جمود کو ہرگز قبول نہیں کرتا۔

چوتھی صدی ہجری سے قبل تقلید کا رواج نہ تھا۔ بلکہ لوگ کسی عالم یا ایک مذہب کا تعین کئے بغیر یہ جان کر عمل کرتے تھے کہ وہ براہ راست رسول اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کر رہے ہیں اور شریعت پر عمل کر رہے ہیں۔ اُس وقت فتویٰ دینے کا بھی رواج نہ تھا۔ ایسی تقلید درست ہے جس میں حلال وحرام کی کسوٹی قرآن وسنت کو مانا جائے اور تقلید کرنے والا اپنے علم کی کمی کی وجہ سے کسی ایسے عالم دین کی تقلید کرے جسے وہ زہد وتقویٰ میں بلند تصور کرتا ہو۔ البتہ جب کوئی قرآن وسنت کا واضح حکم مل جائے تو تقلید چھوڑ دینی چاہیئے۔

اگر کسی امام کی تقلید اس اعتقاد سے کی جاتے کہ اس کی زبان عین شریعت کی زبان ہے تو یہ اس امام کی پرستش میں شمار ہوگی اور یہ ناجائز ہے۔ اسی طرح حنفی ہو کر کسی شافعی فقیہہ سے فتویٰ پوچھنا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز سمجھے تو یہ جائز نہیں ہے۔ البتہ خود کو کم علم سمجھتے ہوئے کسی ثقہ اور صحیح النظر عالم دین کی اتباع کرے تو یہ جائز ہی نہیں بلکہ ضروری ہے۔ ایسی حالت میں لازم ہے کہ ایک مفتی، ایک فقیہہ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرق کو ملحوظ رکھا جائے۔

یہ روز روشن کی طرح واضح ہے کہ مختلف فقہی گروہوں کے تعصب کی بدولت فقہی مسائل کا علم ایک خول کے اندر محصور ہو کر رہ گیا ہے۔ ہر گروہ صرف اپنے دائرہ کے اندر ہی سوچنے پر مجبور ہو گیا۔ ان حالات میں اجتہاد کی صلاحیت رکھنے والے کیسے پیدا ہو سکتے ہیں۔ اس کا دوسرا اثر یہ ہوا کہ علم ودانش میں جو لوگ باکمال تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی کو رونق بخشنے کے لیے حکمرانوں کی خوشامد کرنی شروع کر دی۔ اس وجہ سے مسلمانوں نے ایسے دین فروشوں کے اجتہادات کو ماننے سے انکار کر دیا۔ امام ابو حنیفہ رح، امام مالک رح، امام شافعی رح اور امام احمد بن حنبل رح کا پرتو لوگ آج کے مجتہدوں میں ڈھونڈتے ہیں۔ اکثریت آج بھی اجتہاد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو کفر اور تقلید کو جزو ایمان نہیں سمجھتی - اگر کچھ لوگ ایسا سمجھتے بھی ہیں تو ان کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے.

اسلامی قانون کا اپنا ایک مزاج ہے اور یہ اسلامی شریعت کا ایک جزء ہے. جس کو سمجھنے کے بعد اسلام میں قانون سازی کا کام آسان ہو جاتا ہے. اسلامی شریعت کے تین اجزاء ذیل ہیں.

(۱) احکام العقائد (۲) احکام الفقہ (۳) احکام التزکیہ.

(۱) احکام العقائد

یہ احکام عقیدہ کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور بنیادی اہمیت کے حامل ہیں. جو تبدیلی وقت اور حالات کے ساتھ نہیں بدلتے. مسلمانوں کے درمیان احکام العقائد کے درمیان اختلاف ہرگز نہیں ہونا چاہیئے- ان کی مثال یہ ہے کہ اللہ پر ایمان لانا کہ وہ وحدہٗ لاشریك ہے. حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا کہ وہ خاتم النبین ہیں- اللہ کے نبیوں، کتابوں، فرشتوں، تقدیر اور قیامت (یوم حساب) پر ایمان لانا.

(۲) احکام الفقہ

احکام الفقہ ان احکام کا نام ہے جو مجتہد (Muslim Jurists) قرآن و سنت کی روشنی میں نئے پیش آنے والے معاملات و مسائل کا شرعی حل ڈھونڈتے ہیں- چونکہ یہ احکام انسانی ذہن کی پیداوار ہوتے ہیں. اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے یہ احکام حالات، رسم و رواج اور ضروریات کے بدلنے کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔ فقہ کا یہ اصول ہے کہ حالات کے بدلنے کے ساتھ احکام بھی بدل جایا کرتے ہیں۔ غیر منصوص مسائل میں شارع کی مرضی و منشا کے مطابق قانون سازی کا نام قیاس و استنباط اور اجتہاد ہے۔ سرکار دو عالم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

" اذا حکم الحاکم فاجتہد ثم اصاب فلہ أجران۔ واذا حکم فاجتہد ثم أخطاء فلہ اجر"۔ [1]

ترجمہ :- "جب کوئی حاکم فیصلہ کرتے ہوئے اجتہاد کرے اور وہ اپنے اجتہاد میں صحیح نتیجہ پر پہنچ جائے تو اس کے لیے دو اجر ہیں۔ اور جب وہ فیصلہ کے وقت اجتہاد کرتا ہے اور پھر وہ (باوجود خلوص نیت کے) غلطی کر جاتا ہے۔ تو اس کے لیے ایک اجر ہے"۔

اللہ تعالیٰ مجتہد کو خلوص نیت اور محنت کا اجر (ثواب) باوجود غلطی کے عطا فرما دیتا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:" وَدَاوُدَ وَسُلَيْمَٰنَ إِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ إِذْ نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ ۚ وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا" [سورۃ الانبیاء، ۷۸:۲۱، ۷۹]

ترجمہ :- "اور حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام جبکہ وہ دونوں ایک کھیت کے مقدمے میں فیصلہ کر رہے تھے۔ جس میں رات کے وقت دوسرے لوگوں کی بکریاں گھس آئی تھیں۔ اور ہم اُن کی عدالت خود دیکھ رہے

---

[1] (مسلم شریف جلد ۲ کتاب الاقضیہ صفحہ ۷۶ طبع نور محمد اصح المطابع کراچی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ اُس وقت ہم نے صحیح فیصلہ سلیمان (علیہ السلام) کو سمجھا دیا اور ہر دو کو ہم نے قوت فیصلہ اور علم عطا فرمایا تھا۔''

فقہ کا علم انسانی ذہن کی پیداوار ہے۔ انسانی ذہنوں کے درمیان اختلاف نہ صرف ممکن ہے بلکہ فطری اور ضروری چیز ہے۔ انتہائی محنت و کوشش اور خلوصِ نیت کے ساتھ اجتہاد کرتے وقت غلطی کرنے پر اگر مجتہد کو گناہ ہوتا تو گناہ کے خوف سے اجتہاد کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو جاتا۔

اسلام میں مغربی جمہوریت کی طرح قانون سازی کا غیر محدود حق کسی کو حاصل نہیں۔ مغربی جمہوریت میں قانون سازی کے لیے بنیادی احکام عوام بناتے ہیں جبکہ اسلام میں یہ حق صرف اللہ تعالیٰ کے لیے تسلیم کیا گیا ہے۔ قرآن میں اسلام کے بنیادی اُصولوں کی تشریح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دی۔ دراصل اسلام کے یہی دو حقیقی ماخذ قانون ہیں۔ جن کی روشنی میں اجتہاد کیا جاتا ہے۔ اسلامی قانون اپنے مزاج کے اعتبار سے جامد اور متحرک دونوں صفات کا حامل ہے۔ اجتہاد کے دروازے ہمیشہ کے لیے کھلے ہیں۔ البتہ اجتہاد کے جو قواعد وضوابط اور طریقہ کار ائمہ اربعہ نے بنا دیا ہے۔ ان اصولوں پر سختی سے عمل پیرا ہونا چاہیئے۔ ورنہ یورپ کی نام نہاد آزادیٔ فکر کی تحریک کے سامنے ٹھہرا نہیں جا سکتا۔ یہ امر مسلم ہے کہ آج تک ایسا کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوا اور نہ ہی پیدا ہونا ممکن ہے۔ جو آئمہ اربعہ کے وضع کردہ اصول و قواعد سے خارج ہو۔ کیونکہ آئمہ اربعہ کے قواعد ایسے جامع ہیں۔ جن کے تحت قیامت تک پیدا ہونے والے ممکنات داخل ہیں۔ [۱]

---

[۱] تاریخ المذاہب الفقہیہ: صفحہ ۸۰ : علامہ ابو زہرہ مصری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳ - احکام التزکیہ

تزکیہ نفس اور تقویٰ سے متعلق احکام کو احکام التزکیہ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کو عزت، کامیابی اور بڑائی کا معیار فرمایا ہے۔ جبکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تقویٰ اور خدا خوفی کو علم و دانش مندی اور دین کی سمجھ کا باعث فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے۔

" اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ " ط [الحجرات : ۱۳]

ترجمہ: " درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیزگار ہے "۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " من یرد اللہ بہ خیراً یفقہ فی الدین "۔[۱]

ترجمہ: " جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی چاہتا ہے اس کو دین کی سمجھ (علم فقہ) عطا کر دیتا ہے "۔ جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ تقویٰ اور خدا خوفی سے دین کی سمجھ (علم فقہ) حاصل ہوتی ہے۔ عقیدہ اور ایمان کے بغیر تقویٰ کی نعمت سے انسان محروم رہتا ہے۔ مزید یہ کہ بغیر تقویٰ اور خدا خوفی کے انسان علم فقہ (دین کی سمجھ) کو نہیں پا سکتا۔ لہٰذا اسلامی قانون سازی سے متعلقہ تمام افراد کو شریعت کے ان تینوں احکام کا پابند ہونا بے حد ضروری ہے۔

عام قانون کی ابتداء

افراد اور خاندانوں نے اپنی فطری کمزوریوں کے سبب طمع اور خود غرضی

---

[۱] بخاری شریف جلد اول باب العلم صفحہ ۔ ۱۶ طبع نور محمد اصح المطابع کراچی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے تحت ایک دوسرے کے حقوق کو غصب کیا۔ جس کی بدولت لوگوں کے اندر قانون کی ضرورت کا احساس ابھرا۔ خاندانوں اور قبیلوں کی روایات و رسومات بتدریج قانون کی صورت اختیار کر گئیں۔ اسی طرح ہر قوم یا خاندان کا الگ الگ سردار ہوتا تھا۔ جو مزید کسی مشترکہ بڑے دشمن کے خلاف اپنی پوزیشن مضبوط بنانے کے لیے اپنے درمیان اختلافات کو مٹا کر اتحاد کی بنیاد رکھ دیتے۔ مشترکہ دشمن کے خلاف آپس میں یہ سردار ایک دوستی اور امن کا معاہدہ طے کرتے۔ اس طرح ایک معاہدہ یا قانون کی بدولت ایک طاقتور ریاست معرض وجود میں آجاتی۔

اسلامی قانون کی تاریخ

اسلامی قانون کی ابتداء آدم علیہ السلام سے ہوئی اور تکمیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا" (سورۃ المائدۃ: ۳) ترجمہ: آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا۔ اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور اسلام کو تمہارے لیے بطور دین (ضابطہ حیات۔ قانون) قبول کر لیا ہے۔" اس سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام قیامت تک پیدا ہونے والے تمام تقاضوں کا مکمل اور بہترین حل پیش کرتا ہے۔

اسلامی قانون کی خصوصیات

(۱) اسلامی قانون بعض معاملات میں ثابت اور غیر تغیر پذیر قانون ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن وحدیث اور اجماع صحابہ ہمارے لیے حجت ہے۔ اسلامی قانون کا اپنا ایک مزاج ہے۔ انسانی معاشرہ کی کوئی تبدیلی اس پر اثر انداز نہیں ہو سکتی مثلاً۔ حدود و قصاص کی سزائیں اور دیت وغیرہ۔

(۲) اسلامی قانون زندگی کے بدلتے تقاضوں کے لیے اپنے اندر کافی لچک اور وسعت بھی رکھتا ہے۔ مثلاً تعزیر کی سزا وغیرہ۔

اس طرح اسلامی قانون کے اندر جامد و متحرک ہونے کی دونوں صفات بیک وقت موجود ہیں۔

اسلامی قانون سازی کے مختلف ادوار

(۱) **عہد نبوت**:۔ ایام جاہلیت میں مشرکین عرب کی زندگی سادہ تھی۔ سود، متعہ یا نکاح موقت کا رواج تھا۔ عورتیں اور بچے حق وراثت سے محروم کر دیئے جاتے۔ لیکن جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں اسلامی ریاست قائم کی تو ان رسومات کو باقی رہنے دیا جو اسلام کے مزاج اور بنیادی اصولوں کے خلاف نہ تھیں۔ البتہ ان رسومات کو تبدیل کر دیا جو اسلام کے مزاج و بنیادی اصولوں کے خلاف تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کو حرام، متعہ کو قیامت تک کے لیے ناجائز قرار دیا اور عورتوں اور بچوں کو بھی وراثت میں حصہ قرآنی احکام وراثت کے مطابق دیئے جانے کا حقدار ٹھہرایا۔ اسلام میں قانون سازی کے لیے ضروری ہے کہ مجتہد (Muslim Jurists) ملت ابراہیمی، ملت موسوی ملت عیسوی اور قبل از اسلام عرب کے معروف و منکر سے پوری طرح واقف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو۔اس کی ضرورت اس لیے بھی پیش آتی ہے کہ قرآن ان میں سے بعض احکام و رسومات کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔جبکہ بعض کو نظر انداز کرتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں قرآن اسلامی قانون کا سرچشمہ قرار پایا۔اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے"نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ" [سورۃ النحل: ۸۹]

ترجمہ" ہم نے یہ کتاب تم پر نازل کردی ہے۔جو ہر چیز کو صاف صاف بیان کرتی ہے اور مسلمانوں کے لیے ہدایت، رحمت اور بشارت ہے" اس طرح قرآن پاک میں ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ" [سورۃ الانعام: ۳۸] ترجمہ" اس کتاب میں کوئی فرد گزاشت نہیں"

اسلام ایک مکمل دین (ضابطہ حیات) ہے۔ہر مسئلہ اور موضوع پر قرآن پاک میں واضح طور پر احکام موجود ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ایسا قول و فعل نہیں جس کی بنیاد قرآنی آیت نہ ہو۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی علم سیاست (Politics)، معاشیات (Economics)، سماجیات (Socialogy)، دفاع (Dfence) اور عدالتی نظام (Judiciary) سے متعلق مکمل ہدایات کا عملی نمونہ ہے۔قرآن اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجتہدین (Muslim Jurists) نے اصول اخذ کر کے علم اصول فقہ کی بنیاد رکھی۔عہد نبوت میں حقوق اللہ (Public Law) مثلاً فوجداری قانون اور حقوق العباد (Personal Law) مثلاً۔نکاح۔طلاق۔قانون وراثت وغیرہ کو عملی صورت ملی۔اسلام میں قانون سازی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اصول سمجھنے کے لیے علامہ خضری کی کتاب "تاریخ التشریع الاسلامی" میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی اجتہادات کی مثالیں موجود ہیں۔ ؎

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔ "اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ"، (سورۃ النساء ۵۸)۔ ترجمہ "اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ اپنی امانتیں (ووٹ، شہادت، اختیار فیصلہ کو امانت دار (لوگوں) کے سپرد کرو۔ اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو"۔ اللہ تعالیٰ آگے فرماتا ہے "يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِىْ شَىْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ" (سورۃ النساء: ۵۹) ترجمہ "اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی اطاعت کرو جو تم میں سے صاحب امر (مجتہد، متقی حکمران) ہوں۔ پس تمہارے درمیان اگر کسی معاملہ میں اختلاف ہو جائے تو اسے اللہ اور رسولؐ کی طرف پھیر دو"

اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا دونوں آیات میں اسلامی قانون سازی کے تمام بنیادی اصول بیان فرما دیئے ہیں۔ اسلامی مملکت کے صاحب اقتدار لوگ (حکومت عدلیہ۔ مجلس شوریٰ) متقی، پرہیزگار اور اہل علم و دانش ہوں یہ با اختیار گروہ اپنی ڈیوٹی کو بلا خوف و لالچ اور عدل و دیانتداری کے ساتھ سرانجام دے۔ اسلامی مملکت کے کسی فرد کو انفرادی یا اجتماعی طور پر کسی دوسرے فرد یا گروہ سے کوئی نزاع پیدا ہو جائے تو اس کا فیصلہ قرآن وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

؎ الشیخ محمد الخضری: تاریخ التشریع الاسلامی۔ طبع مصر ۱۹۶۰ء، صفحہ ۲۶ تا ۳۹۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی روشنی میں کیا جائے۔ اگر اس سے واضح طور پر رہنمائی نہ مل سکے تو قرآن وسنت کی روشنی میں حکمران، قاضی یا مجتہد کے فیصلے کو مشعل راہ بنایا جائے۔

اللہ تعالیٰ قرآن میں اسلامی قانون بالخصوص فوجداری قانون میں قانون سازی کے لیے بنیادی احکام ارشاد فرماتا ہے: "وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ط فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ" (سورۃ المائدہ: ۴۴-۴۵)

ترجمہ: جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں۔ اور ہم نے ان پر یہ بات فرض کر دی کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور خاص زخموں کا بھی بدلہ ہے۔ پھر جو شخص اس کو معاف کر دے تو اس کے لیے کفارہ ہو جائے گا"، اسی طرح اللہ تعالیٰ مجرم کو ظلم و ناانصافی کی سزا اس کے جرم (Crime) کی نوعیت کے مطابق دینے کا حکم فرمایا ہے: "مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰى إِلَّا مِثْلَهَا" [المؤمن: ۴۰]۔ ترجمہ: جو برائی (جرم) کرے اُس کو اتنا ہی بدلہ (سزا) دیا جاوے جتنی اس نے برائی (جرم) کی ہو"۔ ان احکام کی بدولت قانون سازی کے لیے کافی مدد مل سکتی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تركت فيكم أمرين لن تضلوا ما تمسكتم بهما كتاب الله وسنة نبيه"۔ [1]

---

[1] (موطاء امام مالک۔ کتاب الجامع باب النهي عن القول بالقدر جزء ۲ صفحہ ۲۰۸ مطبع مصر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ "میں تمہارے درمیان دو چیزیں کتاب اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی سنت چھوڑ رہا ہوں۔ اگر تم ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑلو تو گمراہ نہ ہو گے"، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "الاقتصاد جزء من خمس وعشرين جزءا من النبوة"۔ [۱]

ترجمہ "میانہ روی نبوت کا پچیسواں حصہ ہے"۔ آج کے دور میں اگر لوگ فرقہ پرستی اندھی تقلید اور تعصب کی پٹیوں کو اپنی آنکھوں سے اتار کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامیں اور فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہوں۔ تو ملک میں اسلامی قانون سازی کا عمل کافی حد تک آسان ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے "وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ" [سورۃ البقرۃ : ۲۸۳]

ترجمہ "اور شہادت کا اخفا مت کرو اور جو شخص اس (شہادت) کو چھپائے گا۔ اس کا دل گنہگار ہوگا اور اللہ تعالیٰ تمہارے کیے ہوئے کاموں کو خوب جانتا ہے"۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنی سنائی گواہی (Hearsay Evidence) سے منع فرمایا ہے "اذا علمت مثل الشمس فاشهد والا فدع"۔ [۲] ترجمہ "جب تو کسی امر کو مثل سورج (واضح طور پر) دیکھے تو پھر گواہی دے۔ ورنہ (گواہی سے) پیچھے ہٹ جا"۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"البينة على المدعي واليمين على من انكر"۔ [۳]

---

[۱] مشکوٰۃ شریف۔ باب الحذر والتانی فی الامور صفحہ ۴۳۰ طبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی۔
[۲] المستدرک جلد : ۴ صفحہ ۹۸۔
[۳] مجلہ دفعہ : ۷۶ دارقطنی صفحہ ۵۱۲ بیہقی جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۶۔ کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۱۲۴۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ "دو گواہ دربار ثبوت، مدعی پر ہیں اور قسم جو اس کا انکار کرے"

شراب کی قطعی حرمت کا حکم بتدریج نازل ہوا۔ اسلامی قانون بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں بتدریج نافذ ہوا۔ چنانچہ شراب کی حرمت سے متعلق پہلے دو حکم سورۃ البقرہ آیت ۲۱۹۔ سورۃ النساء آیت ۴۳ میں نازل ہوئے۔ بعد میں شراب کی قطعی حرمت کا حکم نازل ہوا " یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ وَ یَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ " (سورۃ المآئدہ ۹۰-۹۱)

ترجمہ "اے لوگو جو ایمان لائے ہو تحقیق شراب اور جواء اور بت اور فال کے تیر سب گندے شیطانی کام ہیں۔ ان سے بچو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔ شیطان تو شراب اور جوئے کے ذریعہ تمہارے درمیان عداوت اور بغض ڈالنا چاہتا ہے۔ اور تمہیں خدا کی یاد اور نماز سے روک دینا چاہتا ہے۔ پس کیا تم ان چیزوں سے باز آؤ گے "۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کے حرام ہونے کی علت "نشہ" بیان فرمائی۔ لہٰذا جو چیز بھی نشہ پیدا کرے چاہے اس کا حکم قرآن و حدیث میں آیا ہے یا نہیں۔ خواہ وہ نشہ پیدا کرنے والی چیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں نہ پائی جاتی ہو۔ تب بھی "نشہ" کی علت کی بدولت آج کے دور میں حرام ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"عن عائشۃ قالت سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن البتع فقال کل شراب اسکر فہو حرام"[۱]

---

[۱] بخاری شریف۔ جلد: ۲ باب الخمر صفحہ ۸۳۷ طبع نور محمد اصح المطابع کراچی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے شہد سے بنائی ہوئی شراب کے بارے میں پوچھا تو (آپؐ نے) فرمایا کہ ہر وہ مشروب جو نشہ دے وہ حرام ہے۔"

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا إِذَا تَدَایَنتُم بِدَیْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ وَلْیَكْتُب بَّیْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ ..... وَاسْتَشْهِدُوا شَهِیدَیْنِ مِن رِّجَالِكُمْ فَإِن لَّمْ یَكُونَا رَجُلَیْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ" [سورۃ البقرۃ: ۲۸۲]

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم آپس میں کسی مقررہ مدت کے لیے قرض کا لین دین کرو تو اسے لکھ لیا کرو۔ ایک شخص فریقین کے درمیان انصاف کے ساتھ دستاویز تحریر کرے ... تم اپنے مردوں میں سے دو گواہ بنا لو۔ اگر دو مرد نہ مل سکیں تو ایک مرد اور دو عورتیں گواہ بنا لو۔" امام زہری سے مروی ہے "مضت السنة من رسول الله صلى الله عليه وسلم والخليفتين من بعده ان لا تجوز شهادة النساء في الحدود" [1]

ترجمہ: "یہی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں خلفاء (حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ) سے چلی آ رہی ہے کہ حدود (کے مقدمات) میں عورتوں کی شہادت جائز نہیں"، عورتوں اور مردوں کے دائرہ کار الگ الگ ہونے کی وجہ سے اسلام بلا ضرورت عورت کو غیر مردوں کے ہجوم میں جانے سے روکتا ہے۔ البتہ عورتوں کے خفیہ امور جن کو مرد بالعموم نہیں دیکھ سکتے وہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کی شہادت کو ثبوت کے لیے کافی قرار دیا۔

---

[1] مصنف ابن ابی شیبہ۔ ہدایہ جلد: ۲ صفحہ ۱۵۳ طبع انڈیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجودہ ریاست کے دستور (Constitution)، ضابطہ فوجداری (Criminal Procedure Code)، ضابطہ دیوانی (Civil Procedure Code)، قانون شہادت (Evidence Act) اور تعزیرات پاکستان (Pakistan Penal Code) کو اسلامی قانون کے مطابق ڈھالنے کے لیے تمام ضروری مواد کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بآسانی مل سکتا ہے۔ ایک قتل کے مقدمہ میں "بخاری" میں انس بن مالک سے مروی ہے کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان کچل ڈالا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک لونڈی زیور پہنے ہوئے مدینے میں نکلی تو ایک یہودی نے اس کو پتھر دے مارا۔ لڑکی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو پیش کیا گیا۔ اس میں کچھ جان باقی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکی سے پوچھا کیا تجھ کو فلاں شخص نے مارا ہے؟ دو دفعہ نفی میں اشارہ کے بعد تیسری مرتبہ لڑکی نے اثبات میں سر کے ساتھ اشارہ کیا کہ "ہاں"۔ پھر یہودی کو پیش کیا گیا۔ اس سے برابر پوچھتے رہے یہاں تک کہ اس نے اقرار کر لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہودی کا سر پتھر کے ساتھ کچلوا دیا۔ صحیح مسلم شریف اور عبدالرزاق کی مصنف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں حکم دیا کہ اس کو سنگسار کیا جاوے۔ یہودی کو سنگسار کیا گیا حتیٰ کہ وہ ہلاک ہو گیا۔[۱]

اسلامی قانون سازی کے لیے اس میں سے کافی مواد مل سکتا ہے۔ مثلاً (۱) قاتل کو اسی قسم کی چیز سے قتل کیا جاوے جس کے ساتھ اس نے قتل کیا۔ اگر آلہ ضرب پتھر، لاٹھی یا

---

[۱] دربار رسالت کے فیصلے مصنفہ عبداللہ بن محمد المالکی القرطبی، مترجمہ الفرقان حکیم عبدالرشید صفحہ ۱۹-۲۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بندوق تھی تو مجرم کو اسی قسم کے ہتھیار سے سزائے موت دی جائے۔

(۲) وقت نزع کی شہادت برائے ثبوت مقدمہ ثقہ ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں اشارہ جو سمجھ میں آسکے اس کی اہمیت کلام کے برابر ہوتی ہے۔

(۳) آزاد یا غلام عورت کے بدلے مرد کو قتل کیا جا سکتا ہے۔

(۴) اگر گواہ شدت درد کی بدولت واضح شہادت نہ دے سکتا ہو تو آفیسر موجود کو گواہ کی حرکات و اشارات سے معاملے کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

(۵) حدود و قصاص کے مقدمہ میں اگر عورت مضروب ہو تو اس کی شہادت قابلِ قبول ہوگی۔

(۶) مجرم اگر واقعات کو چھپانے کی کوشش کرے تو مقدمہ کے مواد کو ڈھونڈنے کے لیے مجرم سے تفتیش (Investigation) کی جا سکتی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ایک معاملہ پیش کیا گیا۔ عروہ نے کہا کہ میں نے ایک عورت سے نکاح کیا تو ہمارے پاس ایک سیاہ فام عورت آئی۔ اس عورت نے کہا کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ اس پر میں نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ فلاں عورت کی فلاں بیٹی سے میں نے نکاح کیا اور اس طرح سیاہ فام عورت آ کر جھوٹ بولتی ہے کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اسے کیا کہہ سکتے ہو۔ حالانکہ اس عورت کو یقین ہے کہ تم دونوں کو اس نے اپنا دودھ پلایا۔ لہٰذا اپنی بیوی کو اپنے سے الگ کر دے۔"[لہ]

اس سے اسلامی قانون سازی کے لیے کئی اصول وضع ہو سکتے ہیں۔

لہ رسول اکرم کے فیصلے مصنفہ عبداللہ بن محمد المالکی القرطبی مترجمہ ابوالعرفان حکیم عبدالرشید صفحہ ۱۰۱۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) رضاعت یا ایسے امور جہاں تک مردوں کی بالعموم رسائی نہ ہوتی ہو وہاں ایک عورت کی شہادت کافی ہوتی ہے اور ایسے امور میں عورتوں کی شہادت کو مردوں کی شہادت پر فوقیت حاصل ہے۔

(۲) چشم دید گواہی کے مقابلے میں سنی سنائی (Hearsay Evidence) کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔

(۳) سیاہ فام عورت کو یقین تھا۔ جب ایک طرف یقین ہو اور دوسری طرف شک ہو تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق (اصول فقہ بھی یہی ہے) شک یقین پر غالب نہیں آسکتا۔

علامہ شیخ محمد خضری لکھتے ہیں "صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سدھائے کتے کے شکار کے بارے میں پوچھا کہ اگر کتا شکار کا تھوڑا سا گوشت خود کھالے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیاس فرمایا کہ اگر شکاری کتے نے شکار کا کچھ حصہ کھا لیا تو بقیہ حصہ نہ کھاؤ۔ کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں اس نے یہ شکار اپنے لیے نہ کیا ہو۔[۱]

علامہ شیخ محمد خضری لکھتے ہیں "اللہ نے صرف ماں بیٹی اور دو بہنوں کو بیک وقت نکاح میں لینے سے منع فرمایا ہے۔ اور اس کے بعد فرمادیا کہ" وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَاءَ ذٰلِكُمْ "، "ان کے سوا سب عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں"، اس کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھوپھی بھتیجی اور خالہ بھانجی کو بھی نکاح میں جمع کرنے سے منع فرمایا۔ کیونکہ وہ علت جس کی بنا پر ماں بیٹی اور دو بہنوں کو جمع کرنا حرام تھا۔ یہاں

---

[۱] تاریخ فقہ ۔ تالیف ۔ علامہ شیخ محمد خضری
ترجمہ اردو مولانا محمد تقی صاحب عثمانی اور مولانا حبیب احمد ہاشمی صفحہ ۴۵ ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی پائی جا رہی ہے۔ چنانچہ اسی حدیث کی بعض روایات میں یہ الفاظ بھی ہیں "فانکم ان فعلتم ذلک قطعتم ارحامکم" "اس لیے کہ اگر تم نے ایسا کیا تو قطع رحم کے مرتکب ہوگے"۔ اسی چیز کا نام قیاس ہے اور یہ علت یعنی قطع رحم اس قیاس کی وجہ بتا رہی ہے" [1]

ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بلی کے جوٹھے کے بارے میں پوچھا گیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انھا لیست بنجس انھا من الطوافین والطوافات" [2]

ترجمہ "ان کا جھوٹا (بلیوں کا) ناپاک نہیں ہے۔ کیونکہ یہ (بلیاں زیادہ) چکر کاٹنے والی ہیں"۔ یہاں پر چکر لگاتے رہنا "علت" ہے۔ جہاں پر یہ "علت" پائی جائے گی۔ وہاں پر اس کے مطابق حکم لگایا جا سکتا ہے۔ بلی کی خصلت یہ ہے کہ آپ چاہے لاکھ تالے لگائیں پھر بھی کسی نہ کسی راستے سے بلی گھر میں گھس کر چیزوں کو جھوٹا کر دے گی۔ بلی پر پہرہ بٹھانا کسی کے بس کی بات نہیں۔ اس لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلی کے جوٹھے کو ناپاک قرار نہیں دیا۔ اس علت سے آج کے دور میں مزید قانون سازی ہو سکتی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قصاص کا حکم صرف اس امر میں فرماتے تھے۔ جس میں قصاص لینا ممکن ہوتا تھا۔ لیکن جس عضو میں قصاص لینا ممکن نہ ہوتا تو اس میں دیت یا ارش کا حکم فرماتے "عن الشعبی والحسن قالا لیس فی العظام قصاص ما خلا السن والراس" [3]

---

[1] تاریخ فقہ — تالیف — علامہ شیخ محمد خضری پروفیسر جامعہ مصریہ۔ ترجمہ اردو مولانا محمد تقی صاحب عثمانی اور مولانا حبیب احمد ہاشمی صفحہ ۴۷۔

[2] مشکواۃ شریف۔ باب احکام المیاہ صفحہ ۵۱ طبع ایچ۔ ایم سعید کمپنی کراچی

[3] نصب الرایہ۔ جلد: ۴ صفحہ ۳۵۰۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ:۔ شعبی اور حسن سے روایت ہے فرمایا کہ ہڈیوں میں قصاص نہیں ہے ما سوائے دانتوں اور سر کی ہڈیوں کے "۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ بعض ہڈیوں میں قصاص لینا ممکن نہیں ہوتا کیونکہ ایسی ہڈی توڑتے وقت مجرم کی موت واقع ہو سکتی ہے۔

حدود کے مقدمات کے ثبوت کے لیے کڑی شرائط کی حکمت یہ ہے کہ حدود کے جرموں کی سزائیں سخت ہیں۔ البتہ تعزیر، مال اور حقوق العباد کے مقدمات میں تزکیۃ الشہود اور دیگر گواہی کی شرائط نرم ہیں۔ حدیث میں ہے۔

"عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ علیہ وسلم ادرؤا الحدود عن المسلمین ما استطعتم فان کان لہ مخرج فخلوا سبیلہ فان الامام ان یخطی فی العفو خیر من ان یخطی فی العقوبۃ" [1]

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا، سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جتنا ہو سکے مسلمانوں سے حدود کو دفع کرو۔ اگر کوئی گنجائش ملزم کے سزا سے بچنے کی ہو تو ملزم کو سزا سے بچاؤ۔ پس اگر امام (قاضی) معاف کرنے میں غلطی کرے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ سزا دینے میں اس سے غلطی ہو"۔ جب مجرم کے خلاف حدود کی کڑی شرائط کے مطابق گواہی موجود نہ ہو اور فی الواقعہ مجرم کا جرم میں ملوث ہونے کا قوی ثبوت موجود ہو تو قاضی مجرم کو تعزیر کی سزا دے سکتا ہے۔

جرم کی تشہیر کی بجائے اس کا چھپایا جانا معاشرہ کی اصلاح اور بھلائی کے لیے ضروری ہوتا ہے چنانچہ حضرت ماعز اسلمیؓ نے قبیلے کی ایک باندی سے زنا کیا

---

[1] ابو عیسیٰ الترمذی۔ جامع الترمذی ابواب الحدود۔ باب ما جاء فی درء الحدود۔ صفحہ ۲۲۰۔ طبع نور محمد اصح المطابع کراچی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے اپنی غلطی کا اعتراف سب سے پہلے حضرت عزال رضؓ کے سامنے کیا۔ انہوں نے انہیں یہ مشورہ دیا کہ تم اپنے جرم کا اعتراف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر کرو۔ شاید حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لیے کوئی راہ نکال لیں۔ معلوم ہونے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

• لَوْ سَتَرْتَهُ بِثَوْبِكَ خَيْرًا لَّكَ "لہ

ترجمہ: "اگر تو اس کے گناہ پر پردہ ڈال دیتا تو تیرے حق میں بہتر ہوتا۔"

جو معاشرہ کے شریف افراد پر جھوٹی تہمت لگا کر بدنام کرتا ہے۔ اسلام اس کے ساتھ سختی سے نپٹنے کا حکم دیتا ہے۔ جو زنا کی تہمت لگاتا ہے، اس پر حدِ قذف کی سزا اور محض گالیاں دینے کے لیے تعزیر کی سزا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں دی جاتی تھی۔ "حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دینار یا دس درہم کی مالیت کی چوری پر حد جاری نہیں فرمایا کرتے تھے۔" ۲ہ

صحابہ کا یہ معمول تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہونے کی صورت میں کسی مسئلہ میں نص سے حکم نہ ملتا تو اجتہاد کر لیتے۔ جب ملاقات ہوتی تو اپنا اپنا معاملہ پیش کرتے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس اجتہاد کو قبول فرما لیتے یا رد کر دیتے۔ البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو تجربیات (ایجادات) سے متعلق امور میں ہدایت دے رکھی تھی کہ میرے مشورہ کی ضرورت نہیں تاکہ سائنسی ترقی و ایجادات کے

لہ شیخ ولی الدین العمری التبریزی: مشکوٰۃ شریف۔ جلد: ۲ ؛ صفحہ ۲۹۲ طبع دمشق۔

۲ہ عبدالقادر عودہ؛ التشریع الجنائی۔ جلد: ۲۔ صفحہ ۵۸۲۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میدان میں مسلمان دوسری اقوام کے مقابلے میں پیچھے نہ رہ جائیں۔ ایک سال نر کھجور کا گودا مادہ کھجوریں نہ ڈالنے کی بدولت (Pollination of Dates)
جب کھجوروں کی پیداوار اچھی نہ ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فعل کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا "انما انا بشر فاذا امرتکم بشیء من دینکم فخذوا بہ واذا امرتکم بشیء من رائی فانما انا بشر۔ انتم اعلم بامور دنیاکم"۔ [1]
ترجمہ "تحقیق میں انسان ہوں۔ جب میں تمہیں دین کے بارے میں کوئی حکم دوں تو تم اس پر عمل کرو اور جب میں اپنی رائے (دنیاوی معاملہ میں) سے تمہیں کوئی حکم دوں تو پس تحقیق میں بھی انسان ہوں۔ تم اپنے دنیاوی معاملات (ایجادات) کو مجھ سے بہتر سمجھتے ہو"۔ امت مسلمہ کو یہ اجازت نہ ملنے کی صورت میں مسلمان فوجی، اقتصادی اور سائنسی میدان میں دوسری اقوام سے پیچھے رہ جاتے۔ اب مسلمان بہتر نسل کشی (Cross Breeds)، تحقیق و تجربہ (Scientific Research) اور جدید اسلحہ کے میدان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے سکتا ہے۔
بلکہ اب اس دور میں محنت، دماغ اور وقت لگانا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی اطاعت کرنا ہے۔

۲۔ خلافت راشدہ اور دولت بنی امیہ

حضرت عمرؓ نے قاضی شریح کو ہدایت نامہ بھیجا۔ "جب تمہارے سامنے کوئی ایسا معاملہ پیش آئے جس میں رائے دینا ضروری ہو تو سب سے پہلے کتاب اللہ میں

---

[1] مسلم شریف۔ کتاب الفضائل۔ جلد: ۲ صفحہ ۲۶۴ طبع نور محمد اصح المطابع کراچی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا حکم تلاش کر کے اس کے مطابق فیصلہ کرو۔ کتاب اللہ میں کوئی حکم نہ ملے تو پھر سنت نبوی کے مطابق فیصلہ کرو۔ اگر سنت نبوی بھی خاموش ہو تو صلحاء اور ائمہ عدل نے اس طرح کے معاملہ میں جو فیصلہ کیا ہو اس کو سامنے رکھو۔ اگر یہ بھی نہ ہو تو پھر خود اجتہاد کرو۔"[1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:"

قد أتى علينا زمان وما نسأل وما نحن هناك وان الله قدر أن بلغت ماترون فاذا سئلتم عن شئ فانظروا فى كتاب الله، فان لم تجدوه فى كتاب الله ففى سنة رسول الله فإن لم تجدوه فى سنة رسول الله فما اجمع عليه المسلمون، فإن لم يكن فيما اجتمع عليه المسلمون فاجتهد رأيك، ولا تقل إنى أخاف وأخشى فان الحلال بين، والحرام بين، وبين ذلك أمور مشتبهة، فدع مايريبك الى مالا يريبك۔[2]

"حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ ہم پر ایک ایسا دور آچکا ہے۔ ہم کسی سے سوال نہ کرتے تھے اور اب ہم اس حالت میں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے یہ مقدر کیا تھا کہ اس دور میں پہنچیں۔ جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔ جب تم سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے تو پہلے اللہ کی کتاب میں دیکھو اگر اللہ کی کتاب میں تمہیں یہ چیز نہ ملے تو اللہ کے رسول کی سنت میں تلاش کرو۔ اگر اس میں بھی وہ چیز نہ پاؤ تو جس پر مسلمانوں کا اجماع ہو چکا ہو اس پر عمل کرو اور اگر ایسی چیز ہو جس پر مسلمانوں کا اجماع نہ ہو تو پھر اپنی رائے اختیار

---

[1] اعلام الموقعین جلد ۱ صفحہ ۹۸۔

[2] سنن الدارمی صفحہ ۵۵۔ ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی للطباعۃ القاہرہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرو اور یہ نہ کہو کہ مجھے ڈر یا اندیشہ ہے کیونکہ حلال اور حرام واضح ہیں۔ اور ان دونوں کے درمیان کچھ امور مشتبہ ہیں۔ پس چھوڑ دو جس میں تمہیں کچھ شک ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مابعد دور کے لیے مختصر لیکن جامع ہدایت فرمائی۔

علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین من بعدی تمسکوا بھا وعضوا علیھا بالنواجذ " [1]

ترجمہ "تم میرے بعد میری سنت اور خلفائے راشدین ہدایت یافتہ کی سنت کو پکڑو اور دانتوں کی مضبوطی سے پکڑو۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو بالعموم اور صحابہ کو بالخصوص ہدایت فرمائی۔

"اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر" [2]

ترجمہ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد ابوبکرؓ اور عمرؓ کی اقتداء (پیروی) کرو"

صحابہ کرام معاملات اور مقدمات کے فیصلہ کے وقت پہلے کتاب اللہ میں حکم تلاش کرتے تھے۔ کتاب اللہ میں انکو حکم نہ ملتا تو سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ حکم تلاش کرتے تھے۔ اگر اس طرح بھی کوئی حکم نہ ملتا تو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے فیصلوں میں حکم ڈھونڈتے۔ اس کے بعد بڑے بڑے فقیہہ صحابہ کی آراء کو وزن دیا جاتا۔ اجماع صحابہ تو مسلمانوں کے لیے حجت ہے۔ اگر کسی مسئلہ میں صحابہ کی آراء کے درمیان اختلاف پیدا ہو جائے تو جس فقیہہ صحابی کے قول کو مجتہد

---

[1] مشکوٰۃ شریف۔ باب الاعتصام صفحہ: ۳۰ طبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی۔

[2] ترمذی۔ ابواب المناقب۔ جلد: ۲ صفحہ ۲۰۷ طبع ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی کراچی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ر Muslim Jurist) قرآن وسنت سے زیادہ قریب سمجھے

اس قول کو اختیار کر سکتا ہے۔

حضرت عمرؓ نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو خط لکھا جس کے اندر اسلام میں قانون سازی سے متعلق کئی بنیادی اصول درج ہیں۔ یہ خط کئی مستند کتب میں درج ہے۔ اختصار کی بدولت اس خط کا ایک اقتباس سنن دارقطنی سے پیش خدمت ہے۔

"البينة على من ادعى، واليمين على من أنكر والصلح جائز بين الناس الا صلحاً أحل حراماً أو حرم حلالا، لا يمنعك قضاء قضيته بالأمس راجعت فيه نفسك، وهديت فيه لرشدك - ان تراجع الحق فان الحق قديم، و مراجعة الحق خير من التمدى فى الباطل.

الفهم الفهم، فيما يختلج فى صدرك مما لم يبلغك فى الكتاب أو السنة، اعرف الامثال والأشباه - ثم قس الأمور عند ذلك، فاعمد إلى أحبها عند الله، وأشبهها بالحق فيما ترى، واجعل لمن ادعى بينه أمدا ينتهى اليه - فإن أحضر بينه اخذ بحقه والا وجهت القضاء عليه، فإن ذلك أجلى للعمى، وأبلغ فى العذر - المسلمون عدول بعضهم على بعض، الا مجلود فى حد، او مجرب فى شهادة زور، او ظنين فى ولاء او قرابة، ان الله تولى منكم السرائر - ودرا عنكم بالبينات - واياك والقلق والضجر والتأذى بالناس، والتنكر للخصوم"۔[1]

---

[1] سنن الدارقطنی: تالیف علی بن عمر الدارقطنی الجزء ۴: صفحہ ۲۰۶-۲۰۷ طبع فی المکتبۃ الدلمیہ لیک روڈ لاہور۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ثبوت مدعی (کے ذمے) پر ہے۔ اور قسم جو اس کا انکار کرے۔ اور فریقین کے درمیان صلح کرا دینا جائز ہے ماسوائے اس صلح کے کہ جس میں حرام کو حلال اور حلال کو حرام قرار دیا جائے۔ اور نہ روکے تجھ کو تیرا گذشتہ فیصلہ جب تو نے اس پر خود غور کیا (اس سے موجودہ قانون کی نظرثانی (Review) کی طرف بھی نشاندہی ہوتی ہے) اور تجھے صحیح راہ ملی۔ حق اور ہدایت کی طرف رجوع کرنے سے تجھے کوئی نہ روکے۔ کیونکہ حق ازلی (پائیدار) ہے اور حق کی طرف لوٹنا باطل پر اڑے رہنے سے بہتر ہے۔

خوب غور و فکر کر، خوب غور و فکر کر۔ اس چیز میں جو تیرے دل میں خلجان پیدا کرے اور وہ قرآن و سنت میں نہ ہو۔ پھر ان امور پر قیاس کر جو تیرے پاس موجود ہیں۔ ان امور پر اعتماد کر جن پر عمل کرنا اللہ کو زیادہ پسند ہے۔ ان امور پر قیاس کر کر جو تیرے نزدیک ہیں اور اگر مدعی گواہ لانے کے لیے مہلت مانگتا ہے تو اُسے مہلت ضرورت کے مطابق دے دے۔ پس اگر مدعی گواہی لے آیا تو وہ اپنا حق لے لے گا۔ (یعنی دعویٰ ڈگری کر دیا جائے) ورنہ فیصلہ (مدعی کے) خلاف ہو گا۔ یہ طریقۂ کار زیادہ موزوں ہے اور اندھوں (بے سمجھوں) کو روشنی دینے والا ہے۔ تمام مسلمان ایک دوسرے کے حق میں گواہی دے سکتے ہیں۔ ماسوائے اس (گواہ) کے جس کو حد کی سزا ہو چکی ہو۔ یا اگر جھوٹی گواہی دیتا ثابت ہو گیا ہو یا وہ اہل خانہ (گھر) میں سے ہو یا قریبی رشتہ دار ہو۔ تحقیق تمہاری چھپی بداعمالیوں کی سزا کا معاملہ خدا کے سپرد ہے اپنے آپ کو بچالو دو گواہوں (کے مطابق فیصلہ کرنے) سے۔ (قاضی کو لازم...

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سزا سے بچنے کے لیے گواہی اور حلف کو ضروری قرار دیا گیا) ۔خبردار (انصاف کرتے وقت) دل کی تنگی اور جھنگی سے بچو اور لوگوں سے رنجیدہ خاطر نہ ہو اور فریقین سے بدمزاجی سے پیش نہ آؤ۔"

حضرت علیؓ نے ذمی اور مسلمان کا قصاص و دیت برابر قرار دیتے ہوئے فرمایا: "من کان لہ ذمتنا فدمہ کدمنا ودیتہ کدیتنا" [1]

ترجمہ: "حضرت علیؓ نے فرمایا "جو ہمارے عہد میں آجائے تو اس کا خون (قصاص) ہمارے خون کے برابر ہے اور اس کی دیت ہماری دیت کے برابر ہے۔"

حضرت ابوبکرؓ نے حضرت زیدؓ بن ثابت کو قرآن پاک کو یکجا کرنے کا کام سونپا۔ شروع میں بعض صحابہ نے مشورہ دیا کہ جو کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں نہیں فرمایا۔ اس کام کو بعد میں بھی نہیں کرنا چاہیئے۔ مگر بعد میں سب صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اس پر اجماع ہو گیا کہ قرآن پاک ایک جگہ یکجا کیا جائے حضرت ابوبکرؓ کے بعد دوبارہ حضرت عثمانؓ نے قریش کی قرأت کے مطابق قرآن کو ترتیب دیا اور قرآن کی نقلیں اسلامی مملکت میں بھجوائیں۔

۳۔ دولت عباسیہ کا زریں زمانہ

یہ دور دوسری صدی ہجری کے اوائل سے شروع ہو کر چوتھی صدی ہجری کے وسط میں ختم ہو گیا۔ سلطنت میں اقتصادی اور علمی ترقی ہوئی۔ اس

[1] زیلعی: تخریج ہدایہ، صفحہ ۲۸ مطبوعہ دہلی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دور میں علم فقہ خوب پھلا پھولا اور متعدد فقہی مذاہب پیدا ہوئے۔ اہل سنت کے چار مذاہب حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی نے خوب شہرت پائی۔ قرآن کی تفسیریں اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور مجموعے مرتب ہوئے۔ اس دور میں اہل سنت کے دو بڑے گروہ بن گئے۔

(۱) اہل الرائے کی جماعت عراق میں امام ابو حنیفہ نعمانؒ کی قیادت میں قائم ہوئی۔ عراق کے حالات حجاز کے برعکس تھے۔ عراق کے لوگ شہری زندگی کے عادی تھے۔ بہت سے واقعات کی نئی نئی صورتیں پیدا ہو چکی تھیں۔ چونکہ عراق کا علاقہ حدیث کے اصل وطن سے دور تھا۔ اس دوری کی وجہ سے روایت حدیث میں جھوٹ کی آمیزش کا احتمال تھا۔ لہٰذا گروہ اہل الرائے فقہی مسائل میں عقل، رائے، اجتہاد، قیاس اور مصلحت عامہ سے کام لیتا تھا۔

(۲) دوسرا گروہ حجاز میں امام مالکؒ بن انس کی سرکردگی میں معرض وجود میں آیا۔ یہ گروہ سنت نبوی کی پیروی کرنے میں مشہور رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حجاز سنت کا گہوارہ اور صحابہ کرام کا وطن ہونے کی وجہ سے سنت کا علم دوسرے علاقوں کے فقہاء کی نسبت زیادہ رکھتا تھا۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ حجاز کی زندگی سادہ تھی۔ باہمی تنازعات میں اجتہاد اور استدلال کی ضرورت ہی پیش نہ آتی تھی۔

اس دور میں احادیث پر مشہور کتب لکھی گئیں۔ احادیث جمع ہوئیں جرح اور تعدیل کا فن پروان چڑھا۔ محدثین کی سوانح حیات لکھی گئیں۔ فرض، سنت واجب وغیرہ احکامات کی تشریحات وضع کی گئیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ انحطاط اور تقلید کا دور

دولت عباسیہ کے آواخر میں علم فقہ کی ترقی رک گئی۔ سقوط بغداد کے بعد ساتویں صدی ہجری کے وسط میں تمام سنی فقہاء کی یہ رائے ٹھہری کہ اجتہاد کا دروازہ بند کر دیا جائے۔ اور چار مشہور مذاہب کافی ہیں

اس طرح اجتہاد کے دروازے بند کر دینے سے ہر طرف فقہی مسائل پر جمود چھا گیا اور تقلید پھیل گئی۔ جس کا قدرتی اثر یہ ہوا کہ بدعات اور خرافات کثرت سے پھیلیں۔ جن کی بنیاد وہم اور جہالت پر تھی۔ کیونکہ وہ شریعت کی اصل روح کو نظر انداز کر کے بعض متقدمین کے اجتہاد کے پابند ہو گئے تھے۔ تقلید کی بدولت مسلمان ممالک کو نفع کی بجائے نقصان زیادہ ہوا۔ تقلید کی دراصل وجہ یہ تھی کہ اس عرصہ میں اسلامی قانون بہت کم ممالک (جن میں اکثریت مسلمانوں کی آباد تھی) میں بطور سرکاری قانون کے نافذ ہوا۔

۵۔ بیداری کا دور

بعض فقہاء نے تقلید کو قبول نہیں کیا اور کہا کہ اجتہاد لازم ہے اور شریعت کے اصل مصادر قرآن وسنت کی طرف رجوع ضروری ہے۔ ان کا مسلک سلف صالحین کا مذہب کہلایا۔ تقلید کے خلاف اپنے اپنے وقت میں بالخصوص۔

(۱) تقی الدین ابن تیمیہ (۲) ابن قیم (۳) سید جمال الدین افغانی اٹھے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے مسلمانوں کو تقلید چھوڑنے کی دعوت دی۔ اس کے علاوہ مذکورہ فقہاء نے مسلمانوں میں وحدت پیدا کرنے، شریعت کے اصل مصادر کی طرف رجوع کرنے اور بدعات و خرافات سے دوری اختیار کرنے پر زور دیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ شریعت اسلامی کا مطالعہ نصوص اصلیہ اور زمانہ حال کی تمدنی ضروریات کی روشنی میں شروع ہوا۔

فقہ اسلامی کا طریق

ڈاکٹر صبحی محمصانی نے اپنی تصنیف "فلسفہ شریعت اسلام" میں لکھا ہے کہ دونوں گروہوں اہل الرائے اور اہل حدیث نے ایک دوسرے کا اثر قبول کیا اور متوازن مزاج پروان چڑھا۔ مزید وہ لکھتے ہیں کہ مذاہب فقہ کا باہمی اختلاف اصول اور بنیادی تعلیمات میں نہ تھا۔ بلکہ بالعموم فروع میں تھا، مزید یہ کہ اصولی قواعد کو عملی قضاء پر کیسے منطبق کیا جائے۔ ان کا اختلاف آج کل کی عدالتوں کے مشابہ ہے جو ان کے ہاں نصوص اور قواعد کی تشریح میں پایا جاتا ہے۔ اس سے لازمی نتیجہ نکلتا ہے کہ مذاہب اسلامیہ کا اتحاد و اتفاق شریعت اسلامی کی روح کے عین مطابق ہے۔ کیونکہ اسلام اتحاد اخوت اور رواداری کا مذہب ہے اور لوگوں کی باہمی تفرقہ بازی اور فرقہ سازی کو روا نہیں رکھتا۔ جس کی قرآن پاک میں سخت ممانعت ان الفاظ میں کی گئی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَھُمْ وَکَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْھُمْ فِیْ شَیْءٍ" لہ
(سورۃ الانعام۔ آیت: ۱۵۹)

ترجمہ "بے شک جن لوگوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈال دیا اور فرقوں میں بٹ گئے۔ اے نبی تو ان کی کسی بات میں شریک نہیں"۔

قاعدہ کے مطابق ایک مقنن (قانون ساز اسمبلی کا ممبر یا ممبران) جب کسی ملک کے لیے قانون بناتا ہے تو سب سے پہلے ان احکام و عرف پر نظر ڈالتا ہے جو اس ملک میں پہلے سے جاری یا رائج ہوتے ہیں۔ ان میں سے بعض کو بعینہٖ اختیار کر لیتا ہے، بعض میں ترمیم و اصلاح کرتا ہے اور بعض کو وہ بالکلیہ ختم کر دیتا ہے۔ اسی طرح ہدایت الٰہی کی تبلیغ میں طریق کار اختیار کرنا ناگزیر ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنی آیات کو نافذ کرنے کے بعد ترمیم کر کے اس کی جگہ دوسری آیات نازل فرمائیں۔

معاشی، معاشرتی، طبعی اور لوگوں کے درمیان جغرافیائی اختلاف کی بدولت اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو دوسرے نبی سے مختلف شریعت عطا کی۔

جیسا کہ قرآن پاک میں ہے "لِکُلِّ اُمَّۃٍ جَعَلْنَا مَنْسَکًا ھُمْ نَاسِکُوْہُ"
[سورۃ الحج آیت: ۶۷]

ترجمہ "ہر امت کے لیے ہم نے ایک شریعت مقرر کی ہے جس پر وہ عمل پیرا ہوتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام نے اپنی امتوں کے عرف، مزاج قوی، طبائع اور حالات واقعات کو مدنظر رکھ کر تربیت فرمائی۔ جس کی وضاحت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ رحمتہ نے اس طرح فرمائی "انما مثلہ کمثل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الطبیب یعمد الی حفظ المزاج المعتدل فی جمیع الاحوال فتختلف احکامہ باختلاف الاشخاص والزمان فیامر الشاب بما لا یأمر بہ الشائب ویامر فی الصیف بالنوم فی الجو لما یری ان الجو مظنۃ الاعتدال حینئذ ویامر فی الشتاء بالنوم داخل البیت لما یری انہ مظنہ البرد حینئذ" [1]

ترجمہ: "نبی کی مثال طبیب جیسی ہے۔ وہ ہر حالت میں معتدل مزاج کی حفاظت ضروری سمجھتا ہے۔ زمانہ اور اشخاص کے لحاظ سے طبیب کے احکام تشخیص مختلف ہوتے ہیں۔ جوان آدمی کے لیے جو تجویز کرتا ہے بوڑھے کے لیے وہ نہیں کرتا۔ موسم گرما میں کھلی فضا میں سونے کے لیے کہتا ہے۔ کیونکہ اس وقت معتدل مزاج کے لیے اسی طرح کرنا وہ ضروری سمجھتا ہے۔ اور موسم سرما میں گھروں کے اندر سونے کے لیے اس لیے کہتا ہے کہ اعتدال مزاج کے لیے یہ ضروری ہوتا ہے"۔

اسلامی قانون کی تاریخ تدوین

حضورؐ کی زندگی میں صحابہ کو اسلامی قانون کی تدوین کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوئی۔ سب سے پہلے خلیفہ ابو جعفر منصور نے امام مالکؒ کو اسلامی قانون تدوین کرنے کو کہا کہ میں اسلامی قانون کو تمام اسلامی ممالک میں نافذ کر دوں گا۔ جس پہ امام مالکؒ نے "موطا" کتاب لکھی۔ لیکن صرف اپنے قوانین کے نفاذ پر سختی

---

[1] حجۃ اللہ البالغہ جلد: ۱ صفحہ ۸۹ طبع مکتبہ سلفیہ لاہور ۱۹۷۵ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے منع کر دیا۔ اگر خلیفہ ابو جعفر وقت کے تمام مجتہدوں کو اکٹھا کرتا تو اچھا رہتا۔

اس کے بعد اورنگ زیب عالمگیر نے جید علماء کے فتووں پر مشتمل فتاویٰ عالمگیری لکھوا کر اسلامی قانون کی تدوین کے سلسلے میں ایک اہم کوشش کی۔ اس کے بعد دولت عثمانیہ کے زیر اہتمام چودہ جید علماء کی کمیٹی نے "مجلۃ الاحکام العدلیہ" کی تدوین کی۔ لیکن جب خلافت عثمانیہ زوال پذیر ہوئی تو عملاً اس مجلہ احکام عدلیہ پر عمل درآمد ختم ہو گیا۔

(۱) نیشنلزم (۲) سیکولرازم (مذہب اور سیاست الگ الگ) (۳) معاشرہ کا بگاڑ (سہر دباؤ اور پروپیگنڈے سے متاثر معاشرہ) (۴) تقلید وجمود (تمام ائمہ کی بجائے صرف ایک امام سے استفادہ کا رجحان) (۵) اور چھوٹے چھوٹے فرقوں میں بٹ کر کام کرنے کا رجحان اسلامی قانون کی تدوین میں مانع رہا اور ہم پچھلے تجربات سے کماحقہ فائدہ حاصل نہیں کر سکے۔

لہٰذا ضروری ہے کہ اسلامی قانون سازی کے وقت دوسرے فقیہوں کو بھی نظر انداز نہ کیا جائے۔ اکثریت کی فقہ کو قانون کے صحیح معنوں میں احترام پیدا کرنے کے لیے کسی حال میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

البتہ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے "اصول تلفیق" کے تحت ہم حنفی رہتے ہوئے بھی دوسرے فقیہوں سے مسائل کا موازنہ کر کے جو مسئلہ قرآن و سنت، تقویٰ اور نظریہ ضرورت کی کسوٹی پر زیادہ وزنی ثابت ہو۔ اس کو اختیار کر سکتے ہیں۔ اگر اس کام کو گروہی تعصبات سے بالاتر ہو کر کیا جائے۔ تو اس طرح گروہی اختلافات بھی کم ہو جائیں گے۔ اور اسلامی قانون بھی ملکی حالات و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انصاف کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے والا بن جائے گا۔

اسلامی قانون کے ماخذ

اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: "اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ"۔ [سورۃ النساء: ۵۹]

ترجمہ "اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول اللہ ﷺ اور صاحب امر کی ______ جو تم میں سے ہیں"۔ اس آیت میں اولوالامر سے مراد مجتہدین کرام ہیں۔[1]

اس طرح ان کے جزوی حکم کی دلیل قول مجتہد قرار پائے گا[2]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل کو یمن کا قاضی مقرر فرماتے وقت پوچھا کہ تم کس طرح فیصلہ کرو گے؟ تو معاذ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں کتاب اللہ کی رو سے فیصلہ کروں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ پوچھا کہ اگر اس مسئلہ کا حل کتاب اللہ میں نہ ملا تو پھر کس طرح فیصلہ کرو گے۔ تو معاذ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں اس کا فیصلہ سنت رسول اللہ ﷺ کی رو سے کروں گا۔ حضور ﷺ نے تیسری بار پوچھا کہ اگر اس کا حل سنتِ رسول ﷺ میں بھی موجود نہ پایا تو پھر تم کیا کرو گے؟ تو معاذ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا "اجتہد برائی"۔ "میں اپنی رائے سے (اجتہاد) فیصلہ کروں گا"۔[3]

---

[1] تفسیر کبیر جلد ۱۰ صفحہ ۱۵۰: امام فخر الدین رازی
[2] الموافقات جلد ۴ صفحہ ۲۹۲: امام ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ شاطبی
[3] الشیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزی۔ مشکوٰۃ المصابیح طبع دمشق ۱۹۶۱ الجزء الثانی صفحہ ۳۲۴۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس پر حضورؐ بہت خوش ہوئے اور اس طریقہ کی تعریف فرمائی۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فرمان اور حضرت معاذ بن جبلؓ والی حدیث کو مدنظر رکھیں تو اسلامی قانون کے ماخذ تین ہیں (۱) قرآن (۲) سنت (۳) اور اجتہاد۔ ہمارے علمائے اصول نے اجتہاد ہی کو اجماع اور قیاس کے لفظوں سے تعبیر کیا ہے اور اجتہاد کی اعلیٰ ترین قسم اجماع کو قرار دیا جو کہ حُجّت ہے۔ اجماع صحابہ تو بالاتفاق حُجّت ہے اور کبھی آئندہ کسی طرح منسوخ یا تبدیل نہیں ہو سکتا۔

اسلامی قانون کے ماخذ حسبِ ذیل ہیں۔

(۱) قرآن (۲) سنت (۳) اجماع (Concensus of Opinion)

(۴) قیاس (Analogy) (۵) اجتہاد (۶) استحسان (Juristic Preference) (۷) مصالح مرسلہ (Public Good) (۸) عرف (Custom)

(۹) استصحاب واستدلال۔

۱۔ کتاب اللہ

سب سے مقدم ماخذ قانون ہے لیکن واحد ماخذ قانون نہیں۔ مجتہد کے لیے ضروری ہے کہ ملتِ ابراہیمی، ملتِ موسوی اور ملتِ عیسوی کے معروف و منکر احکام و قوانین سے بھی فی الجملہ واقف ہو۔ کیونکہ قرآن پاک ان میں بعض کی تائید یا تردید کرتا ہے اور بعض کو نظر انداز کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔ اگر آدمی ان ترمیمات و اصطلاحات کا کما حقہ، مطلب نہ سمجھتا ہو۔ تو پھر تمام اسلامی قانون

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی حکمتوں کو سمجھنے سے قاصر رہے گا. اس کا نتیجہ یہ نکل سکتا ہے کہ وہ اس کے سر کو اس جگہ رکھ دے گا جس جگہ اس کا پاؤں ہونا چاہیئے .

دوسرے آدمی کو پورے قرآن پاک کا ترجمہ، تفسیر اور شانِ نزول وغیرہ پر کامل دسترس حاصل ہونی ضروری ہے. اس کے علاوہ ملک میں رائج قانون اور رسم و رواج پر بالغ نظری ہونی ضروری ہے۔ تاکہ قرآن سے متعلق مسائل پر استنباط کرتے وقت حالات اور وقت کے تقاضوں کو بھی مدنظر رکھا جائے .

قرآن اسلامی قانون کے بنیادی اصول بتاتا ہے لیکن تشریح حدیث کی کتابوں میں ملتی ہے:۔

۲۔ سنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

حدیث کی کتابیں قرآن کی طرح شک و شبہ سے بالاتر نہیں. لیکن فن درائیت کی وجہ سے عقل سلیم اور فطرت تقاضا کرتی ہے کہ اس پر اعتبار کیا جائے نہ کہ اس کو مشتبہ اور ساقط الاعتبار قرار دیا جائے . البتہ اگر اس کا کوئی جزو تحقیق و تنقید کی کسوٹی پر پرکھنے سے کھوٹا ثابت ہو جائے تو اتنے حصے کو بلاشبہ رد کیا جا سکتا ہے .

سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی پہلو کا نام ہے. بعض لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ سنت کے معلوم کرنے کا واحد ذریعہ بس حدیث کی کتابیں ہی ہیں. حالانکہ سب سے زیادہ معتبر اور قابل یقین ذریعہ سنت معلوم کرنے کا تواتر عملی ہے . ان ساری باتوں کو سلف نے خلف کے لیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے عمل سے بھی منتقل کیا اور اپنے قول سے بھی منتقل کیا۔ پھر تاریخ اور سیرت کی کتابوں نے بھی اس کی شہادت دی اور ہمارے علماء اور فقہاء نے بھی ان ساری چیزوں کو ہر دور میں تازہ رکھا۔

قرآن کا غالب پہلو علمی اور ایمانی ہے۔ جبکہ سنت ایک عملی چیز ہے جس کو نبیؐ کر کے دکھانے کے لیے تشریف لائے۔ بلکہ دوسروں سے بھی کرانے کے لیے تشریف لائے۔ اگر سنت علمی اور فکری حقائق ہی پر مشتمل ہوتی تب تو اس کو محفوظ کرنے کا واحد طریقہ یہی ہو سکتا تھا کہ اس کو بلا کسی تاخیر کے ضبط تحریر میں لایا جائے۔ لہٰذا اس (سنت) کا تحریر میں آنا ایک امر ثانوی تھا۔ اگر سنت کو ضبط تحریر میں بھی لایا گیا ہوتا تو سنت معدوم ہرگز نہ ہوتی۔

قرآن قولی تواتر سے ثابت ہے جبکہ سنت عملی تواتر سے ثابت ہے۔ اگر کسی کے نزدیک یہ عملی تواتر مشتبہ اور مشکوک ہے اور وہ اسے کسی سازش کا نتیجہ قرار دیتا ہے تو کل کو ایسے شخص کے لیے قولی تواتر کو جھٹلا دینے میں کیا چیز مانع ہو سکتی ہے۔

۳۔ اجماع (Concensus of Opinion)

کسی حکم شرعی پر کسی زمانہ میں مسلمان مجتہدوں کا متفق ہو جانا اجماع کہلاتا ہے۔

اجماع کی شرعی دلیل

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا"

[سورۃ آلِ عمران۔ آیت: ۱۰۳]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ "سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ و اور آپس میں الگ الگ نہ ہو جاؤ"

(۲) اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔

"یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ"

[سورۃ توبہ آیت ۱۱۹]

ترجمہ "اے لوگوں جو ایمان لائے ہو۔ اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ"

(۳) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"امتی لا تجتمع علی ضلالۃ" [1]

ترجمہ "میری امت گمراہی پر اکٹھی (متفق) نہ ہو گی"

امام احمد بن حنبل اور داؤد ظاہری کی رائے علمائے جمہور کے خلاف ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک خاص صحابہ کا اجماع ہی معتبر ہے اور کسی کا اجماع معتبر نہیں [2]

اجماع کی دو صورتیں:۔ صراحۃً اظہار رائے یا بذریعہ سکوت۔ اجماع سکوتی کو امام ابو حنیفہؒ کے اکثر شاگردوں نے حجت قرار دیا ہے۔ لیکن امام شافعیؒ اجماع سکوتی کو حجت قرار نہیں دیتے۔ آمدی نے درمیانی رائے کو اختیار کیا۔ وہ یہ کہ "اجماع سکوتی ظنی ہے۔ ایسا اجماع ظنی حجت تو بن سکتا ہے۔ مگر قطعی حجت قرار نہیں دیا جاسکتا۔" [3]

---

[1] ابن ماجہ۔ کتاب الفتن۔ باب السواد الاعظم صفحہ ۱۳۰۳ طبع احیاء التراث العربی)

[2] اعلام الموقعین جلد ۱ صفحہ ۲۴

[3] الاحکام۔ جلد ۱ صفحہ ۱۳۰۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل تشیع کے نزدیک صرف وہی اجماع معتبر ہے جو یا تو اہل بیت کے اتفاق رائے سے حاصل ہوا ہو۔ یا پھر ائمہ مجتہدین کے اتفاق میں امام معصوم بھی شریک ہوں۔ نہ یہ کہ صرف علمائے مجتہدین کسی رائے پر متفق ہو جائیں۔

اجماع اقلیت کے اختلاف کے باوجود منعقد ہو جاتا ہے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ اجماع کرنے والے متقی ضرور ہوں فقہاء سکوت اختیار کریں اور کسی پر جبر بھی نہ ہو تو اجماع سکوتی ثابت ہو جاتا ہے۔ جن مسائل کے متعلق قرآن و سنت میں یا تو سرے سے کوئی حکم موجود نہ ہو۔ یا ہو تو صریحی حکم نہ ہو۔ ایسے مسائل میں تغیرات زمانہ اور فقہائے مجتہدین کی آراء کے زیر اثر اجماع اسلامی قانون سازی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ فنی اجماع میں انہی لوگوں کے اجماع کا اعتبار ہوگا۔ جنہیں فن میں بصیرت حاصل ہو مثلاً فقہی مسائل میں فقہاء، اصولی مسائل میں اصولیین اور نحوی مسائل میں نحویوں کے قول کا اعتبار ہوگا۔

۴۔ قیاس

فتوحات اسلامی اور نئے مسائل پیدا ہونے پر قیاس کو دلیل شرعی قرار دینے میں فقہاء نے قاعدہ شرعی کے اس اصول سے استدلال کیا ہے کہ شریعت کے تمام احکام مخصوص اغراض و مصالح پر مبنی ہیں اور اغراض و مصالح ہی ان احکام کی علت غائی ہیں۔ اس لیے فقہاء احکام کے علل و اسباب دریافت کرتے ہیں۔ چنانچہ جب وہ کسی مسئلہ کے متعلق اس حکم کی علت غائی دریافت کر لیتے ہیں جو نص کی رو سے دیا گیا ہے۔ تو ان کے لیے یہ ممکن ہو جاتا ہے کہ اگر ایک مسئلہ کے حکم کی علت دوسرے مسئلہ میں پائی جائے تو بوجہ اشتراک علت ایک مسئلہ کے حکم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر قیاس کرتے ہوئے دوسرے مسئلہ کے لیے بھی وہی حکم دے دیا جائے۔ مثلاً آیت قرآنی کی رو سے شراب حرام ہے۔ حرمت کی علّت نشہ ہے۔ لہٰذا ہر وہ چیز بھی حرام ہے جو نشہ آور ہو۔

شیعہ امامیہ داؤد ظاہری اور ان کے مقلدین نے تو قیاس کو تسلیم ہی نہیں کیا۔ البتہ جمہور فقہا، اور شیعہ زیدیہ کے نزدیک قیاس قابل قبول ہے۔ اہل الرائے یا عراقی اسکول نے تو قیاس میں بڑی وسعت رکھی۔ لیکن اہل حدیث یا حجازی سکول نے اس میں بڑی سختی اختیار کی ہے۔ احمدؒ بن حنبل نے حدیث مرسل اور ضعیف حدیث کو قیاس پر ترجیح دی ہے اور کہا ہے کہ قیاس کو تو اشد ضرورت کے وقت ہی استعمال کرنا چاہیے۔

ہمارے علمائے اصول نے اجتہاد ہی کو اجماع اور قیاس کے دو لفظوں سے تعبیر کیا ہے۔ اجتہاد کی اعلیٰ ترین قسم اجماع ہے جو کہ حجت ہے۔ دوسرے الفاظ میں اجتہاد کل ہے اور قیاس اس کا جز ہے۔

ارکان قیاس

۱۔ اصل (مقیس علیہ)

جس کا حکم نص سے معلوم ہو اور جس پر قیاس کیا جائے مثلاً شراب

۲۔ فرع (مقیس)

جس چیز کو قیاس کیا جائے مثلاً نبیذ، بھنگ، چرس وغیرہ کا حکم شرع مطلوب ہے کہ یہ حرام ہیں یا حلال؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ علت

وہ وصف جو مقیس علیہ (اصل) اور مقیس (فرع) میں مشترک ہو اور قیاس کا سبب ہو مثلاً شراب اس لیے حرام ہے کہ وہ نشہ آور ہے۔ یہاں نشہ آور ہونا علت ہے۔

۴۔ حکم۔

جو قیاس کے بعد لگایا جائے مثلاً ہر نشہ آور چیز حرام ہوتی ہے۔

قیاس اجتہاد ہی کا جزء ہے۔ انفرادی اجتہاد کو قیاس اور اجتماعی اجتہاد کو اجماع کہہ سکتے ہیں۔ اس لیے بلاضرورت طوالت سے بچنے کی خاطر جواز قیاس کے احکام یہاں الگ درج کرنے کی میں نے ضرورت محسوس نہیں کی۔ دوسرا ارکان قیاس کو یہاں پر اختصار سے بیان کیا ہے۔ اس کی مزید تشریح اسی مضمون میں بعد میں آئے گی۔

۵۔ اجتہاد

اجتہاد کے لغوی معنی امکانی کوشش صرف کرنے کے ہیں اور اصطلاح شرع میں اس امکانی کوشش صرف کرنے کا نام اجتہاد ہے جو دلائل شرعیہ کے ذریعے استنباط احکام کے لیے کی جائے۔ فقہاء کی اصطلاح میں نئے نئے پیش آمدہ مسائل میں شریعت کے تفصیلی دلائل سے شرعی حکم مستنبط کرنے کا نام اجتہاد ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ شریعت میں ہر پیش آنے والے مسئلہ کا حکم موجود ہے اور اس میں ایسے کافی دلائل موجود ہیں جن سے ایک مجتہد کے لیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرعی حکم معلوم کر لینا آسان ہے۔ اجتہاد کے لیے ضروری ہے کہ کسی مسئلہ میں جن روایات سے سند لائی جا رہی ہو وہ قواعد علم روایت کے لحاظ سے معتبر ہوں۔ اس کے علاوہ اس موضوع سے متعلق دوسری روایات کو بھی اجتہاد کرنے کے وقت نگاہ میں رکھا گیا ہو۔ اس میں یہ بھی ضروری ہے کہ کسی ایک روایت میں سے کوئی ایسا نتیجہ ہرگز نہ نکالنا چاہیئے جو کسی مستند ذرائع سے ثابت شدہ سنت کے خلاف پڑے۔

اجتہاد کو قانون کا درجہ کب حاصل ہوتا ہے۔

مندرجہ ذیل میں سے کسی ایک صورت میں بھی اجتہاد کو قانون کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے۔

۱۔ جب تمام امت کے اہل علم کا کسی مسئلہ پر اجماع ہو جائے۔

۲۔ جب کسی شخص یا گروہ کے اجتہاد کو قبولیت حاصل ہو جائے اور لوگ اس اجتہاد سے پیدا شدہ مسائل کی پیروی خود بخود شروع کر دیں مثلاً فقہ حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی کو مسلمانوں کی بڑی بڑی آبادیوں نے بدل و جان تسلیم کر لیا ہے۔ اور اسلامی قانون کے طور پر درست مانتے ہیں۔

۳۔ جب کسی ریاست میں ایک ادارہ دستوری حیثیت سے قانون بنانے اور نافذ کرنے کا مجاز ہو تو ایسی حالت میں وہ ادارہ اجتہاد کر کے کوئی قانون بنائے۔

۴۔ جب اسلامی ریاست کسی کے اجتہاد کو بطور قانون اپنے ملک میں نافذ کر دے۔ مثلاً اورنگ زیب عالمگیر نے "فتاوئے عالمگیری" اور عثمانی سلطنت نے فقہ حنفی کو بطور قانون اپنے ملک میں نافذ کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ بالا صورتوں کے علاوہ اجتہادات کا مرتبہ فتویٰ سے زیادہ نہیں ہوتا۔ قاضیوں کے فیصلوں کو نظائر (Precedents) کی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ لیکن قاضیوں کے فیصلے انگریزی قانون کی طرح (Judge made law) صحیح معنوں میں قانون نہیں ہوتے۔

قانون اور اجتہاد

قانون اس قاعدہ کلیہ، طریقہ کار یا ضابطہ کو کہتے ہیں جس کو ایک طاقت در ادارے (حکومت) نے نافذ کر دیا ہو اور اسے اسکی سرپرستی حاصل ہو۔ فقہ کے معانی سمجھ اور قانون دونوں ہیں۔ اجتہاد اور فقہ ایک چیز ہے۔ جیسا کہ الشیخ محمد الفاضل بن عاشور، جامعۂ زیتونیہ، ٹیونس تحریر فرماتے ہیں: "قد استقر اصطلاح الاصولیین علی ان الفقہ ھو الاجتھاد"۔ [1]

ترجمہ "اہل اصول (فقہاء) کی بنائی ہوئی (طے شدہ) اصطلاح کے مطابق فقہ ہی اجتہاد ہے"

قانون کے الفاظ و معانی میں کچھ عرصہ استعمال کے بعد ایک خاص تقدس پیدا ہو جاتا ہے۔ اس طرح قانون حال کو ماضی کے ساتھ وابستہ کر دیتا ہے۔ بیدار قومیں اپنے تشخص کو برقرار رکھنے کے لیے اس چیز کو بہت اہمیت دیتی ہیں مسلمانوں کو مغرب سے بے جا طور پر مرعوب نہیں ہونا چاہیئے۔ جب تک ہمیں مسائل کا حل ائمہ سلف سے ملے۔ اس وقت تک نئے مسائل میں استنباط کرنے سے ہمیں بچنا چاہیئے۔ البتہ اجتہاد سلف کو قرآن وسنت کی طرح حتمی

[1] الندوۃ العالمیۃ الاسلامیۃ مطبوعہ جامعہ پنجاب صفحہ ۲۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور قطعی بھی نہ سمجھنا چاہیئے۔

شورائی اجتہاد دراصل اجماع ہی کا دوسرا نام ہے۔ ایک فکر اگر کہیں سے پیش ہو اور اس فکر کو اہل علم (Muslim Jurists) قبول کر لیں تو اس طرح اہل علم (Muslim Jurists) کی تائید سے انفرادی رائے (اجتہاد) اجماعی رائے (اجتہاد) بن جائے گی۔ البتہ اس مجلس قانون کے اندر علماء (Muslim Jurists) اور مختلف شعبوں کے ماہرین (Tecnocrates) کا ہونا ضروری ہے۔ اجماعی اجتہاد کو اگر حکومت ایک ریاست کے اندر نافذ کر دے تو وہ ملک کا قانون (Law) کہلائے گا۔

مجتہد کے لیے ضروری اوصاف

مجتہد قرآن و سنت کے علوم پر پورا عبور رکھتا ہو۔ راسخین فی العلم کے درجے پر پہنچ چکا ہو اور عصر حاضر میں پیش آنے والے حالات و واقعات اور جزئیات سے پوری طرح باخبر ہو۔ مجتہد بننے کے لیے حسب ذیل اوصاف ہونے ضروری ہیں۔

(۱) مجتہد عاقل، بالغ اور دین اسلام پر ایمان کامل سے مزین ہو۔

(۲) عدالت و تقویٰ۔ اصول حدیث۔ اقسام حدیث۔ اجماع و اختلاف کے مواقع سے پوری طرح باخبر ہو۔

(۳) قرآن و حدیث کے علم میں ناسخ و منسوخ، مجمل و مفسّر، خاص و عام، محکم و متشابہ، کراہت و تحریم اور اباحت و نُدُب (استحباب) اور وُجُوب آیات و احادیث کی پہچان رکھتا ہو۔

(۴) احکام حاضرہ (قانونی، اقتصادی، معاشرتی، سیاسی اور دیگر درپیش مسائل)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمجھنے کی بصیرت تامہ رکھتا ہو۔

(۵) فقہ۔ اصولِ فقہ اور استنباط احکام کے طریقوں سے پوری طرح واقف ہو۔

(۶) قدیم و جدید عربی زبان و ادب سے صحیح واقفیت رکھتا ہو۔ علم معانی و بیان خوب جانتا ہو۔

(۷) قرآنی علوم۔ اسباب، مقاصد اور حکم و مصالح پر گہری نظر رکھتا ہو۔

(۸) راویوں کے حالات، جرح و تعدیل کے طریقوں سے پوری طرح باخبر ہو۔

"اجتہاد مطلق اور اجتہاد فی الشرع ممکن ہے اور اس کی شرائط ممکن الحصول ہیں مگر شرائط کے حصول کے بغیر اجتہاد ممکن نہیں۔ اس حقیقت کے باوجود بعض لوگ غلط تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کو شوق ہو تو وہ شرائط کے حصول کی کوشش کریں نہ کہ شرائط کو کالعدم قرار دیں"۔[۱]

"ملکہ اجتہاد کے لیے کچھ باطنی امور ایسے بھی ہیں جو مجتہد کی اہلیت کے لیے معاون ہوتے ہیں"۔[۲]

"انہی باطنی کیفیات کے حصول کے لیے فقہاء کرام نے مجتہد کے لیے شخصی شرائط کے تحت فرمایا کہ وہ عاقل و بالغ اور عادل ہونے کے ساتھ ساتھ ہر قسم کی نیکی کا پابند ہو اور ہر قسم کی آلائش سے پاک اور مقاصد شرعیہ، مصالح اسلامیہ کے فہم کا ملکہ رکھتا ہو اور عوام الناس کے عرف و محاورات کو سمجھتا ہو۔

ان امور کیساتھ خلوص نیت بھی موجود ہو تو اللہ تعالیٰ شرح صدر فرماتا ہے جسکو بصیرت کہا جاتا ہے"۔[۳]

---

[۱] تاریخ المذاہب الفقہیہ: صفحہ ۱۱۰: علامہ ابو زہرہ مصری
[۲] تاریخ المذاہب الفقہیہ صفحہ ۱۰۹: علامہ ابو زہرہ مصری
[۳] الموافقات: جلد ۴: صفحہ ۲۷۱ امام ابو اسحٰق شاطبی۔ تاریخ المذاہب الفقہیہ صفحہ ۱۰۹۔ علامہ ابو زہرہ مصری)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ بالا شرائط مجتہد مطلق کے لیے ضروری ہیں۔ جس کا منصب العین تمام مسائل فقہ میں اجتہاد کرنا ہو۔ لیکن کسی ایک مسئلہ میں اجتہاد کرنے والے کے لیے اتنا کافی ہے کہ وہ اس خاص مسئلہ کے مقاصد شریعت، احکام و مصالح، دلائل اور اس کے نتائج سے بخوبی واقف ہو۔

مجتہدین کے درجے

(۱) مجتہد مطلق یا مجتہد فی الشرع

"بعض ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو ظاہری اسباب حاصل کر لینے کے بعد ایسی قوت کے مالک ہو جاتے ہیں۔ جس کی بنا پر وہ احکام شرعیہ اور ادلہ تفصیلیہ کو قرآن و حدیث سے حاصل کرنے کے لیے استنباط و استخراج کے قواعد وضع کر سکتے ہیں۔ جن کو پیش نظر رکھتے ہوئے وہ تمام احکام کے لیے تفصیلی طور پر دلائل کا استنباط کر سکتے ہیں۔ یہ لوگ مجتہد مطلق یا مجتہد فی الشرع کہلاتے ہیں" [۱]

اس درجے کے مجتہد کسی خاص مذہب کے بانی ہوتے ہیں مثلاً اہل سنت کے چار ائمہ۔

(۲) مجتہد منتسب

بعض مجتہد اگرچہ استنباط کے قواعد وضع کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود کسی امام کے اصول و قواعد کو ہی اپنا کر وہ تمام مسائل اور ان مسائل کے لیے ضروری دلائل کا استخراج کرتے ہیں۔ یہ حضرات مجتہد منتسب کہلاتے ہیں۔

---

[۱] رسم المفتی صفحہ ۳ : امام محمد امین ابن عابدین شامی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) مجتہد فی المذہب

وہ مجتہد جو کسی مذہب کا بانی نہ ہو البتہ کسی امام کا مقلد ہو۔ اور اجتہاد سے فروعی مسائل اور زندگی کے عملی مسائل کو شرعی اصول و قواعد کے تحت ڈھال سکنے کی اہلیت رکھتا ہو مجتہد فی المذہب کہلاتا ہے۔ مثلاً حنفی مذہب میں صاحبین۔ (ابو یوسفؒ اور محمد بن حسنؒ) اور مذہب شافعی میں امام شافعیؒ کے شاگرد مزنی وغیرہ مجتہد فی المذہب کی مثالیں ہیں۔

(۴) مجتہد فی المسائل

ایسے مسائل جن کو امام نے منصوص نہ کیا ہو۔ ان مسائل کے احکام کو بیان کرنے والے کو مجتہد فی المسائل کہا جاتا ہے۔ مثلاً مذہب حنفی میں طحاویؒ وغیرہ اور مذہب شافعی میں غزالیؒ مجتہد فی المسائل کی مثالیں ہیں۔

(۵) اصحاب تخریج

جو سلف کی رائے کا پابند ہو اور انہی کے اجتہاد کی پیروی کرتا ہو۔ مذہبی مسائل کے مختلف آراء کے فرق کو اچھی طرح سمجھتا ہو۔ ان کے مجمل و مبہم اقوال کو واضح کر سکتا ہو۔ ان کو اصحاب تخریج کہا جاتا ہے۔

(۶) اصحاب ترجیح

جو اپنے امام کے قواعد و اصول کے اندر رہتے ہوئے اور ایک مسئلہ کے مختلف حالات و واقعات کو خوب اچھی طرح سمجھتے ہوئے اپنے امام کے مسائل کی روشنی میں ترجیح یا تطبیق کرتا ہے تو ان حضرات کو اصحاب ترجیح کہا جاتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۷) **اصحابِ تمیز** جو سلف کی رائے کا پابند رہ کر مختلف مذہبی مسائل اور آراء کے درمیان تمیز کر سکتا ہے۔ ان حضرات کو اصحابِ تمیز کہا جاتا ہے۔

۸۔ اصحابِ فتویٰ

فقہاء کا وہ طبقہ جو معاشرہ میں پیش آنے والے مسائل کو فقہی کتب کے جزئیات سے حل کرتا ہے۔ ان کو اصحابِ فتویٰ کہا جاتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے مدونہ کتب کے مطابق فتاویٰ جاری کئے اور پیش آمدہ جزئیات کو کتب میں مذکورہ جزئیات پر قیاس کیا[1]

اجماعِ صحابہ و اجتہادِ صحابہ

اجماعِ صحابہ شریعت میں حجت کا درجہ رکھتا ہے۔ جبکہ اجتہادِ صحابہ کی حیثیت ایک شرعی دلیل کی سی ہے۔ اگر صحابہ کرام کے درمیان اختلافِ رائے ہو تو کسی صحابی کی رائے کے مطابق ملکی حالات و تقاضوں کو مدنظر رکھ کر اسلامی قانون بنایا جا سکتا ہے۔ لیکن اجماعِ صحابہ کے خلاف اجتہاد کر کے کوئی اسلامی قانون نہیں بنایا جا سکتا۔

مثال کے طور پر صحابہ کا شراب پینے کی سزا کے بارے میں ۸۰ کوڑوں پر اجماع ہو گیا۔ اس سزا کو وقت گزرنے کے بعد اب بدلا نہیں جا سکتا حضرت

---

[1] مولانا عبدالاول جونپوری۔ مفید المفتی صفحہ ۶۶، ۶۷۔ امام ابن عابدین شامی۔ رد المحتار جلد ۱ صفحہ ۵۲ مفتی محمد حسین نعیمی مقالہ نمبر ۴۔ نفاذ شریعہ۔ بین الاقوامی سیمینار کی رپورٹ صفحہ ۲۶۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمرؓ نے اپنے دورِ خلافت میں شراب نوشی کی سزا کے بارے میں صحابہ کرامؓ کو جمع کر کے ان سے مشورہ کیا۔ حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف نے فرمایا کہ "سب سے کم حد، حدِ قذف (یعنی اسی کوڑے) ہے۔ اس لیے آپ اسی کو مقرر فرمادیں"۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ "انسان جب نشے میں ہوتا ہے تو اول فول بکنے لگتا ہے اور اول فول بکنے کی صورت میں وہ اکثر تہمتیں لگاتا ہے، لہذا شراب نوشی کی حد بھی وہی ہونی چاہیئے جو قذف کی ہے"۔ اس پر تمام صحابہ کرامؓ کا اجماع ہو گیا۔ جس پر حضرت عمرؓ نے اسلامی سلطنت کے تمام علاقوں میں یہ حکم نامہ بھیجدیا کہ شراب نوشی کی حد اسی کوڑے ہیں۔ آپ نے حضرت خالدؓ اور حضرت ابو عبیدہؓ کو لکھ کر بھی بھیجا۔[1]

حضرت عمرؓ کے طریقہ اجتہاد کے بارے میں علامہ خضری لکھتے ہیں: "اگر ان کو کوئی مسئلہ قرآن و حدیث میں نہ ملتا تو اس کے متعلق حضرت ابو بکرؓ کا فتویٰ دریافت فرماتے۔ اگر حضرت ابو بکرؓ کا کوئی فیصلہ موجود ہوتا اور ان کے خلاف کوئی بات معلوم نہ ہوتی تو اسی کے مطابق فیصلہ کرتے۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کا طرزِ عمل بھی یہی تھا۔"[2]

صحابہ کرام کے طریقہ اجتہاد کے بارے میں علامہ خضری لکھتے ہیں۔

"دیگر صحابہ کرام کے سامنے مسائل بھی پیش ہوتے تھے۔ جن کے متعلق قرآن و

---

[1] ابن قدامہ المغنی: جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۹ طبع مصر ۱۳۴۸ھ۔

[2] علامہ خضری: تاریخ التشریع الاسلامی صفحہ ۱۱۳-۱۱۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیثیں میں کوئی تصریح نہیں ہوتی تھی۔ اس حالت میں انکو مجبوراً قیاس کرنا پڑتا تھا جس کو لوگ رائے سے تعبیر کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت ابوبکرؓ جب قرآن مجید میں کوئی تصریح نہ پاتے اور لوگوں کے پاس حدیث بھی نہ ملتی تو لوگوں کو جمع کرکے ان سے مشورہ لیتے اور جب کسی چیز پر ان کا اتفاق رائے ہو جاتا تو اسی کے مطابق فیصلہ کرتے۔ حضرت عمرؓ کا طرز عمل بھی یہی تھا۔ لہ

ائمہ اربعہ کے اقوال

حضرت امام ابوحنیفہ رح کا قول ہے "حرام علی من لم یعرف دلیلی ان یفتی بکلامی" لہ ترجمہ "جو میرے کلام کی دلیل نہ جانے اسے میرے قول پر فتویٰ دینا حرام ہے"

حضرت امام ابوحنیفہ رح نے ممکنہ مسائل کے ضابطے وضع فرما دیئے تھے اگرچہ ان مسائل کا وجود اس وقت نہ تھا۔ تاکہ مستقبل میں پیدا ہونے والے مسائل کو ان ضوابط کے تحت حل کر لیا جائے۔ جب امام صاحب سے ان فرضی جزئیات کی بنیاد پر اصول وضع کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ "ہم ابتلاء اور تکلیف کے وقوع سے قبل ہی اس کا حل پیش کر دینا چاہتے ہیں۔ لہ

اسی طرح امام ابوحنیفہ رح نے امام اعمش کے سوالات کو حل کر دیا۔ تو امام اعمش

لہ علامہ خضری، تاریخ التشریع الاسلامی صفحہ ۱۱۳-۱۱۴

لہ۔ رسالہ اجتہاد و تقلید صفحہ ۵۱۔

لہ ابوحنیفہ وحیاتہ صفحہ ۳۰۷، علامہ ابو زہرہ مصری۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے پوچھا یہ جوابات آپ نے کہاں سے حاصل کئے ہیں آپ نے جواب دیا کہ ان احادیث سے جو میں نے آپ سے سنی ہیں۔ اس پر امام اعمش نے تعجب کا اظہار کیا اور فرمایا۔

"یامعشر الفقہاء انتم الاطباء و نحن الصیادلہ"، [1]

ترجمہ "اے گروہ فقہاء آپ طبیب ہیں جبکہ ہم (محدثین) صرف عطار ہیں"

ائمہ اربعہ نے اس بات پر زور دیا کہ ہمارے اقوال کی تقلید صرف اس وقت ضروری ہے جب یہ اقوال قرآن وسنت کے مطابق ہوں۔ فقہ کا اصول ہے

"الفتویٰ فی حق الجاھل کالاجتھاد فی حق المجتھد"

ترجمہ "فتویٰ ان پڑھ کے لیے ایسا ہے۔ جیسے اجتہاد مجتہد کے لیے"

محمد تقی صاحب فقیہ کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:۔

"الفقیہ العالم الذی یشق الاحکام و یفتش عن حقائقھا و یفتح ما استغلق منھا"، [2]

ترجمہ۔ فقیہ وہ عالم ہے۔ جو تفکر و تدبر کرکے قوانین کے حقائق کا پتہ چلائے اور مشکل امور کو واضح کرے"

اکثر لوگ صنعت وحرفت اور دیگر مختلف پیشوں میں مشغول ہونے کی بدولت

---

[1] المدخل: علامہ الحاج مکی، جلد ۱ صفحہ ۱۲۲، الفضل الموہبی، مولانا احمد رضا خان بریلوی صفحہ ۱۰

[2] فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر از محمد تقی۔ اسلامک پبلیکیشنز لاہور، ڈھاکہ صفحہ ۳۱۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم فقہ اور اصول فقہ میں مہارت پیدا نہیں کرسکتے۔ ان پر ائمہ مجتہدین کی تقلید واجب ہے۔

(۶) استحسان (Juristic Preference)

جب کسی مسئلہ میں قیاس سے زیادہ قوی دلیل موجود ہو۔ مثلاً درپیش مسئلہ کا حل قرآن و سنت (نص)، یا اجماع میں موجود ہو تو ایسی حالت میں فقہاء نے صریح قیاس کو ترک کرکے زیادہ قوی دلیل کے مطابق فتویٰ دینے کے لیے فرمایا ہے۔ یہی استحسان کا مفہوم ہے۔

استحسان مصدر ہے جس کے معنی ہیں کسی چیز کو اچھا سمجھنا۔ اس میں شک نہیں کہ تمام فقہاء نے قرآن کو اور قوی دلیلوں کو دوسرے دلائل پر مقدم سمجھا ہے۔ مثال کے طور پر قیاسی ضابطہ کی رو سے ایسی چیز کی بیع ، جو بیع کے وقت موجود نہ ہو جائز نہیں۔ پس ٹھیکہ میں چونکہ معدوم چیز کی بیع ہوتی ہے اور منافع بھی اُس کا حقیقی مال نہیں ہوتا ، از روئے قیاس ناجائز ہونا چاہیئے۔ مگر ٹھیکہ حدیث ، اجماع اور تعامل کی رو سے جائز ہے۔ اسی لیے فقہاء کے نزدیک ٹھیکہ ایک امر مستحسن ہے اور جائز قرار دیا گیا ہے۔

یہی حال استصناع کا ہے۔ مثال کے طور پر کسی نے کشتی بنانے کے لیے کسی سے فرمائش کی۔ اب وہ چیز موجود نہیں جس کا بنانا مطلوب ہے۔ یہ معدوم چیز کی بیع ہوئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو کہ بروئے قیاس ناجائز ہے۔ مگر ایسی بیع سنت فعلی اور لوگوں کے تعامل یعنی اجماع کی رو سے بھی جائز ہے۔ کسی نے جوتا بنانے کا آرڈر دیا۔ اس وقت جوتا موجود نہیں۔ لوگوں کے رواج (عملدرآمد) کی وجہ سے اجماع ہوگیا۔ اس وجہ سے یہ صورت جائز ہے۔

بیع سلم میں معاملہ طے ہونے کے وقت مال موجود نہ ہو تب بھی جائز ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

" من اسلف فی شیٔ فلیسلف فی کیل معلوم و وزن معلوم الی اجل معلوم"[1]

ترجمہ:۔ جس نے کسی چیز میں بیع سلم کی۔ پس اُسے چاہیئے کہ بیع سلم کے وقت جنس، وزن اور مدّت (معاہدہ) مقرر کرے۔" ورنہ بیع سلم ناجائز قرار پائے گی۔ امام مالکؒ اور امام احمدؒ بن حنبل کے نزدیک مصلحت عامہ اور انصاف کا لحاظ رکھنے کے لیے استحسان ضروری ہے۔ احناف استحسان کو قیاس خفی کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔ امام شافعیؒ استحسان کو تسلیم ہی نہیں کرتے۔

استحسان کے حق میں دلیل

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔ "اَلَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ"۔

[سورۃ زمر۔ آیت ۱۸]

ترجمہ:۔ "جو لوگ غور سے بات سنتے ہیں۔ پھر اس کے بہترین حکم کی پیروی کرتے ہیں"

۷۔ مصالح مرسلہ (Public Good)

جب شرع در پیش مصالح کا جواز یا عدم جواز کسی نص یا اجماع یا قیاس

---

[1] بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ شریف۔ باب السلم و رہن صفحہ ۲۵۰۔ طبع نور محمد کراچی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ذریعے سے واضح کر دے تو اس کی تعمیل ضروری ہے۔ لیکن جب شرع مصالح کے بارے میں خاموش رہے۔ یعنی جب دلائل شرعیہ کسی امر کی مصلحت کو واضح نہ کر سکیں تو ہم اس میں مصالح عامہ سے استصواب کر سکتے ہیں۔ امام مالکؒ نے مصالح مرسلہ کو جائز قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک مصلحت بھی ایک شرعی دلیل ہے۔ اس دلیل کے لیے حسب ذیل شرائط ہیں۔

(۱) مسئلہ عبادت کا نہ ہو۔ بلکہ درپیش مسئلہ معاملات یعنی امور دنیاوی سے تعلق رکھتا ہو۔

(۲) مصلحت عامہ شریعت کے موافق ہو۔

(۳) مصلحت عامہ کا تعلق ضروریات زندگی یا حاجیات (امور عامہ) سے ہو نہ کہ تحسینات سے ہو۔

مثلاً (۱) فوجی اخراجات اور ملک کی حفاظت کے لیے مالداروں پر ٹیکس لگانا۔

(۲) اگر کفار جنگ کے دوران مسلمان قیدیوں کو اپنے بچاؤ کی خاطر ڈھال بنا لیں تو ایسے موقعہ پر تمام مسلمانوں کے مفاد کی خاطر مسلمان قیدیوں پر تیر چلانا۔ بشرطیکہ اس کے سوا دوسرا کوئی چارہ نہ ہو۔

(۳) ضروریات ممنوعات کو مباح بنا دیتی ہیں۔ مثلاً دائی اور طبیب وغیرہ اسی حد تک ستر کے معاملہ میں مستثنیٰ ہیں جس حد تک علاج وغیرہ کے لیے ضرورت ہو۔

(۴) اسی اصول سے بعض فقہاء نے قرآن کی تدوین و جمع، علوم شرعیہ کی تدوین دفاتر کی ترتیب، قرآن کی کتابت، خلافت کے لیے طریقۂ انتخاب، محکمہ جاتی تقسیم اور قید خانہ جات وغیرہ کو جائز قرار دیا اور اسی مصلحت کے پیش نظر تمام امور انجام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیئے گئے۔

مصالح ضروریہ کو مصالح حاجیہ پر اور مصالح حاجیہ کو مصالح تحسینیہ پر فوقیت حاصل ہے۔ حقوق العباد (Personal Rights) حقوق اللہ (Public Rights) پر مقدم ہیں۔ اس لیے ذیل مصالح ضروریہ میں باقی چاروں حقوق پہلے حق پر مقدم ہیں۔

مصالح ضروریہ

(۱) دین کی نشر و اشاعت اور حفاظت کے لیے تبلیغ و جہاد ضروری ہے۔

(۲) نفس کی حفاظت کے لیے قصاص کا قانون لاگو ہونا ضروری ہے۔

(۳) عقل کی حفاظت کے لیے شراب اور نشہ آور اشیاء پر پابندی لگانی ضروری ہے

(۴) نسل کی حفاظت کے لیے نکاح اور پھر زانی کو سنگسار کرنا ضروری ہے۔

(۵) مال کی چوری پر ہاتھ کاٹنا بھی ضروری ہے۔

مصالح حاجیہ

مثلاً خرید و فروخت، مہر و طلاق وغیرہ مسائل کے قواعد و ضوابط مصالح حاجیہ کے زمرے میں آتے ہیں۔

مصالح تحسینیہ

مثلاً عمدہ اخلاق اور بلند حوصلگی وغیرہ کے قواعد و ضوابط مصالح تحسینیہ کی اصطلاح میں شمار ہوتے ہیں۔

۸۔ عرف (Custom)

اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہے۔ "اَلْوَصِیَّۃُ لِلْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ بِالْمَعْرُوْفِ"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[البقرہ : آیت : ۱۸۰] ترجمہ: "والدین اور رشتہ داروں کے لیے معروف دستور کے مطابق (طریقے سے وصیت کرو")

قرآن پاک میں ماسوائے "معروف" کے رسم و رواج کا کوئی متبادل لفظ نہیں آیا ہے معروف لفظ کا مطلب یہی ہے کہ انصاف، اخلاق، رواج اور شریعت کے خلاف کوئی بات نہ ہو یا وہ جانی پہچانی بات جس کو عقل سلیم قبول کرتی ہو۔

ملکی آب و ہوا اور قومی خصوصیات یہ دونوں مل کر اجتماعی زندگی پر کافی حد تک اثر انداز ہوتی ہیں۔ قومی عادات اور رسم و رواج تقلید کے ذریعہ سے قوت پکڑتی ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ تقلید ہی تمدن و معاشرت کو قوموں میں نسلاً بعد نسل باقی رکھتی ہیں۔

عرف کا جواز

(۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ" [الاعراف: آیت: ۱۹۹]

ترجمہ: "عفو درگزر کا طریقہ اختیار کرو، معروف کا حکم دیجیے اور جاہلوں سے نہ الجھیئے۔"

(۲) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انتم اعلم بامور دنیاکم"[1]

ترجمہ: "تم دنیاوی کاموں کو (مجھ سے) زیادہ جانتے ہو۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا کہ فنی اور تجرباتی کاموں کو ترقی دینے میں تم بالکل آزاد ہو۔ شریعت تمہاری

---

[1] مسلم شریف، کتاب الفضائل جلد: ۲ صفحہ ۲۶۴ طبع نور محمد کراچی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیاوی ترقی کے راستے میں ہرگز حائل نہیں۔

(۳) شیخ الاسلام برہان الدین الفرغانی المرغینانیؒ نے اپنی مشہور فقہ کی کتاب میں لکھا ہے۔

"وما لم ینص علیہ فھو محمول علی عادات الناس لانھا دالۃ"[1]

ترجمہ "جس پر نص نہ ہو تو پھر لوگوں کی عادت کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا۔"

(۴) اسلامی قانون کی مشہور کتاب مجلۃ الاحکام العدلیہ میں عرف کے بارے میں لکھا ہے۔

(الف) "استعمال الناس حجۃ یجب العمل بھا"[2]

ترجمہ: "لوگوں کا دستور حجت ہے اور اس پر عمل کرنا واجب ہے"

اس کا مطلب یہ ہے کہ تاجروں یا دیگر شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد کا رسم ورواج قرآن وحدیث کے خلاف نہ پایا جائے تو اس رسم ورواج کی حیثیت قانونی ہوگی۔

(ب) "الممتنع عادۃ کالممتنع حقیقۃ"[3]

ترجمہ "جو چیز عرفاً محال ہو وہ گویا حقیقتاً بھی محال ہے۔"

مثلاً مفلس شخص دعویٰ کرے کہ بادشاہ نے اس سے ایک بڑی رقم قرض لی ہے تو عام حالات میں اس کا اعتبار نہ کیا جائے گا تاوقتیکہ وہ کوئی غیر معمولی ثبوت

---

[1] ہدایہ اخیرین۔ شیخ برہان الدین صفحہ: ۸۲۔ مکتبہ امدادیہ ملتان

[2] (مجلہ دفعہ: ۳۷)

[3] (مجلہ: دفعہ ۳۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہیا کر دے۔

(ج) "الحقیقة تترک بدلالة العادة" [1]

ترجمہ "عرف عام کے سامنے حقیقت ترک کر دی جاتی ہے"

مثلاً کسی لفظ کے حقیقی معنی ترک کر کے مشہور معنی رواج پا جائیں تو حقیقی معنوں کو ترک کر کے مشہور معنوں کا اعتبار ہوگا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ مفتی اور قاضی کو عرف جو قرآن و سنت کے مطابق ہو کے خلاف فتویٰ دینا اور فیصلہ کرنا جائز نہیں ہے۔ جب عادت بڑھ جائے اور غالب آجائے تو اس وقت اس کا اعتبار کرنا چاہیئے۔ امام مالکؒ صریح نص نہ ہونے کی صورت میں اہل مدینہ کے عمل کو اجماع اور دلیل شرعی شمار کرتے تھے کیونکہ اہل مدینہ کو فتوحات کے دوران اگر کوئی مسئلہ درپیش آجاتا اور اس مسئلہ سے متعلق کوئی حکم قرآن وسنت کے خلاف نہ پاتے تو اس کو اختیار کر لیتے۔ بعد میں وہی معاملات عرف، اجماع، استحسان اور استصلاح کے ذریعہ اسلامی قانون میں دخل ہو گئے۔

عرف کے بدلنے سے عرف پر مبنی مسائل بھی بدل جاتے ہیں۔ اس طرح فقہاء اور اماموں کے مسائل بھی وقت کے تقاضوں کے تحت ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض پسندیدہ عادات پر خاموشی اختیار فرما کر اپنی رضامندی کا اظہار فرمایا۔ چنانچہ وہ رسوم و عادات رواج کا جزء بن گئی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے مطابق ہر اچھی اور عمدہ بات مومن کا گمشدہ مال ہے۔ جہاں وہ

---

[1] [مجلہ دفعہ: ۴۰]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پائے اس کو لینے کا زیادہ مستحق ہے۔ لہٰذا دوسرے ملکوں اور قوموں کے دستور و قانون کے ان حصوں کو جو قرآن وسنت کے مزاج کے خلاف نہیں ہیں اور جدید دور میں وہ ہماری ترقی کے لیے ضروری اور نفع بخش ہیں تو ان مخصوص حصوں کو ہم اسلامی دستور و قانون میں شامل کر سکتے ہیں۔

(۹) استدلال واستصحاب

استدلال مصدر ہے۔ اس کا ماضی استدلال ہے۔ جس کے معنی ہیں "اس نے دلیل تلاش کی اور حاصل کر لی"، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ" [الاعراف۔ آیت: ۱۵۷]

ترجمہ: "وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انہیں نفع بخش کاموں (نیکی) کا حکم دیتا ہے اور نقصان دہ کاموں (بدی) سے روکتا ہے۔ اور پسندیدہ چیزیں (پاک) ان کے لیے حلال کرتا ہے اور گندی چیزیں (ناپاک) حرام ٹھہراتا ہے۔"

استصحاب واستدلال کی تعریف

دلائل کے ذریعے کسی چیز کے وجود اور عدم وجود کو ہر حالت میں باقی رکھنا۔ جب تک کہ تبدیلی حالت ثابت نہ ہو جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استدلال و استصحاب سے متعلق فقہ کے چند اصول

(۱) "الاصل براءۃ الذمۃ"، "درحقیقت کوئی واجبات (ذمہ داریاں) کسی پہ نہیں ہوتے"، اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک کسی چیز کا ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جاسکتا جب تک کوئی شرعی دلیل جرم یا واجبات کو ثابت کرنے والی موجود نہ ہو۔

(۲) "الاصل فی الاشیاء اباحۃ"۔ "اصل اشیاء میں اباحت ہے"، اس کا مطلب یہ ہے کہ ماسوائے ان چیزوں کے جن کو اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ مباح ہیں۔ مثلاً۔ جب تک شراب اللہ تعالیٰ نے منع نہیں فرمائی۔ اس وقت تک شراب مباح تھی۔ بعد میں حرام قرار پائی۔ اس کے علاوہ گھڑیوں کا مسجدوں میں لٹکانا اور وقت کے مطابق باجماعت نماز پڑھانا اگر اسوقت یہ ایجاد موجود نہ تھی مباح ہے۔

(۳) "استصحاب النص الیٰ ان یرد النسخ"

"نص کا حکم باقی رکھنا جب تک وہ منسوخ نہ ہو۔" اس سے مراد یہ ہے کہ ایک نص کا حکم اس وقت تک باقی رہے گا جب تک وہ حکم دوسری نص سے منسوخ نہ ہو جائے۔

(۴) "استصحاب العموم الی ان یرد التخصیص"۔

"جب تک کوئی وجہ تخصیص نہ ہو اس وقت تک عمومیت کو باقی رکھنا۔"

چنانچہ ایک عام حکم میں استثناء بلا کسی خاص دلیل کے قابلِ قبول نہیں ہوگا۔

(۵) "ماثبت بزمان یحکم ببقائہ، مالم یوجد دلیل علی خلافہ فاذا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثبت فی زمان ملک شئ لا حد یحکم ببقاء الملک مالم یوجد مایزیله“

”جو چیز کسی وقت ثابت ہو جائے تو اسے باقی رکھا جائے تا وقتیکہ کوئی دلیل اس کے خلاف نہ مل جائے۔ چنانچہ اگر کسی شخص کے لیے کسی وقت کسی چیز کی ملکیت ثابت ہو جائے تو جب تک اس کا ازالہ ملکیت ثابت نہ ہو جائے۔ اس کی ملکیت برقرار رکھی جائے گی۔“

(۲) ”استصحاب القلوب یا استصحاب الحال فی الماضی“

”برقراری معکوس یا حال کی حالت کو ماضی میں قائم رکھنا۔“

اس کا مطلب یہ ہے کہ جس چیز کا وجود یا عدم وجود زمانہ حال میں ثابت ہو تو اسے زمانہ ماضی میں بھی برقرار رکھنا ضروری ہے۔

استدلال کی مثال

یتیم وضوء کا قائم مقام بعض حالات کی بنا پر بنتا ہے۔ کیونکہ یتیم (قائم مقام وضوء) نیت کے بغیر جائز نہیں ہوتا۔ اس لئے وضوء بھی نیت کے بغیر جائز نہیں ہوتا؟

اوّلیات عمرؓ بن خطاب

اسلام میں قانون سازی کے طریقہ کو جاننے کے لیے حضرت عمرؓ نے جو اسلامی ریاست میں طریقہ قانون سازی اختیار کیا وہ سمجھنا بہت ضروری ہے۔ حضرت عمرؓ سیاسی، معاشرتی اور دفاعی لحاظ سے مفاد ملّت اسلامیہ کے پیش نظر ظاہری طور پر مخالفت نصوص سے بھی دریغ نہ کرتے تھے۔ لیکن درحقیقت حضرت عمرؓ کے یہ تمام فیصلے ہمیشہ قرآن وسنت کی روشنی میں شریعت کے عین مطابق ہی ہوتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلی مثال

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوٓا اَيْدِيَهُمَا" [سورۃ المآئدۃ آیت: ۳۸]

ترجمہ "اور چور خواہ مرد ہو یا عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو"

ازروئے کتاب اللہ اور سنت نبوی قولی وفعلی چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو۔ لیکن عمرؓ بن خطاب نے قحط کے سال لوگوں کی ضرورت اور بقاء کے پیش نظر اس سزا کو موقوف کر دیا۔ اب بھی کوئی اسلامی ریاست جنگ، قحط یا کسی دیگر مجبوری کے تحت مسلمانوں کی ضرورت وبقاء کی خاطر ایسا کر سکتی ہے۔

دوسری مثال

قرآن مجید میں زکوٰۃ کے معارف میں مؤلفۃ القلوب کی مد شامل ہے حضرت عمرؓ کے دور خلافت تک اس پر باقاعدگی سے عمل ہوتا رہا۔ لیکن حضرت عمرؓ نے سرداروں کی تالیف قلوب کے لیے زکوٰۃ میں سے رقم دینے سے صاف انکار کر دیا اور فرمایا کہ پہلے اسلام کمزور تھا۔ اس لیے اسلام کی مخالفت کرنے والوں کو اسلام کی طرف راغب کرنے کے لیے زکوٰۃ کی رقم دی جاتی تھی۔ اب جو اسلام کے مقابلے میں آئے گا اس کو عمر کی تلوار سیدھا کر دے گی۔

حضرت عمرؓ قرآن کے حکم کو منسوخ نہیں کر سکتے اور نہ ہی حضرت عمرؓ نے قرآن کا حکم منسوخ کیا۔ بلکہ قرآن کا حکم قیامت تک کے لیے اپنی جگہ قائم ہے۔ البتہ حالات کے بدلنے کے ساتھ لوگوں کے تقاضے اور ضروریات بدل جاتی ہیں۔ نئے تقاضوں اور ضروریات کے پیش نظر نئے احکام وضع کئے جاتے ہیں:-

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمرؓ نے حالات و ضرورت کی تبدیلی کی بنا پر وقتی طور پر حکم بدل دیا۔ جب بھی کسی اسلامی ریاست کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے مشابہ حالات پیش آئیں تو وہ حکومت اب بھی تالیف قلوب کے لیے زکواۃ کی رقم میں سے خرچ کر سکتی ہے۔

تیسری مثال

اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کو ایک نشست میں تین بار طلاق دے دیتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر صدیقؓ اور عمرؓ بن خطاب کے اوائل خلافت میں ایک طلاق شمار ہوتی تھی۔ حدیث میں طلاق دینے کا طریقہ یہ بیان فرمایا گیا ہے کہ ایک طلاق کے بعد دوسری طلاق ایک ماہ بعد دی جاوے اور تیسری طلاق مزید ایک ماہ بعد دی جاوے۔ جس کی غرض و غائت یہ ہے کہ غصے اور جلد بازی میں کوئی گھر اجڑ نہ جائے۔ اس کے باوجود عمرؓ بن خطاب نے بیک وقت تین طلاق کو طلاق مغلظ قرار دیا۔ اس کی وجہ حضرت عمرؓ کے مطابق یہ تھی کہ لوگوں نے طلاق کو کھیل بنا لیا۔ جس پر انہوں نے ایسا حکم دیا۔ اب کوئی اسلامی ریاست اپنے بدلے ہوئے جغرافیائی حالات اور عرف کو مدنظر رکھ کر مذکورہ بالا حکم سے ہٹ کر قانون بنا سکتی ہے۔

چوتھی مثال

غیر شادی شدہ زانی کی سزا ۱۰۰ کوڑے اور شہر بدر کرنا مندرجہ ذیل مشہور حدیث سے ثابت ہے۔

"عن عبادۃ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ خذوا عنی خذوا عنی فقد جعل اللہ لھن سبیلا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

البکر بالبکر جلد مائۃ و نفی سنۃ ۔ والثیب بالثیب جلد مائۃ و رجم"۔[1]

ترجمہ: "حضرت عبادہؓ بن صامت سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے حکم حاصل کرو، مجھ سے حکم حاصل کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے لیے (سزا کا) طریقہ مقرر کر دیا ہے۔ اگر کنوارا شخص کنواری لڑکی کے ساتھ بدکاری کرے تو اُسے ایک سو کوڑے لگائے جائیں۔ اور ایک سال کے لیے شہر بدر کیا جائے اور اگر شادی شدہ مرد شادی شدہ عورت کے ساتھ بدکاری کرے تو اُسے ۱۰۰ کوڑے بھی لگائے جائیں اور رجم بھی کیا جائے"۔

حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں ربیعہ بن امیہ بن خلف کو شہر بدر کیا گیا تو وہ رومیوں سے جا ملا۔ باوجود صریح نص کے اس واقعہ پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں کبھی کسی کو اس کے بعد شہر بدر نہ کروں گا۔

پانچویں مثال

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"لا یجلد فوق عشر جلدات الا فی حد من حدود اللہ"۔[2]

ترجمہ: "کسی جرم میں دس کوڑوں سے زیادہ سزا نہ دی جائے۔ ماسوائے ان سزاؤں کے جو اللہ کی طرف سے مقرر ہیں"۔

اس کے باوجود عمرؓ بن خطاب نے اس شخص کو سو کوڑوں کی سزا دی۔ جس نے بیت المال کی جعلی مہر بنائی۔ حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں سلطنت

---

[1] [مسلم شریف جلد ۲، کتاب الحدود باب حد الزنا۔ صفحہ ۶۵ طبع نور محمد کراچی]

[2] [ابو داؤد۔ جلد ۴، کتاب الحدود۔ باب: فی التعزیر صفحہ ۱۶۷ طبع دار الاحیاء السنۃ النبویہ]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے رقبہ میں کافی اضافہ ہوا اور حکومت کے نظم و ضبط کے تقاضے بدل گئے۔ جس کی بنا پر حضرت عمرؓ نے بیت المال کی جعلی مہر بنانے والے مجرم کو ۱۰۰ کوڑوں کی سخت سزا دی۔ موجودہ دور میں اسلامی حکومت جہاز اغواء کرنا اور سمگلنگ جیسے سنگین جرموں کے لیے جرم کی نوعیت کے اعتبار سے سخت قانون وضع کر سکتی ہے۔

چھٹی مثال

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں قاتل کا قبیلہ اس کی عاقلہ مانا جاتا تھا کیونکہ اس دور میں قاتل کا قبیلہ ہی اس کی طاقت کا مرکز ہوا کرتا تھا۔ لیکن جب حضرت عمرؓ نے باقاعدہ فوجی محکمہ قائم کیا تو لوگوں کی طاقت اور مدد کا مرکز فوجی محکمہ بن گیا اس پر حضرت عمرؓ نے عاقلۃ الدیت قبیلہ کی بجائے ملزم کے فوجی محکمہ پر ڈال دی۔

موجودہ دور میں ایک اسلامی حکومت قانون سازی کے دوران ٹرانسپورٹ کمپنی، فرم، کسی کمپنی یا ادارہ کو عاقلہ قرار دے سکتی ہے۔ جس کے مفاد کے لیے یا جس کی طاقت کے بل بوتے پر ملزم نے قتل کیا۔

اسلامی قانون سازی کے اصول

(۱) **عدم حرج** - قرآن وسنت کی تشریح کا وہ پہلو اختیار کیا جائے جس سے ایسے قوانین استنباط کئے جائیں جن میں آسانی اور سہولت ملحوظ رکھی گئی ہو نہ کہ تنگی اور ایسی دشواری کہ انسانی برداشت سے باہر ہو اور اس کا کوئی حل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجود نہ ہو۔

(۱) اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے "یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ"، [سورۃ بقرہ : ۱۸۵]۔ ترجمہ "اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے اور تم کو تنگی میں ڈالنا نہیں چاہتا"،

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "مَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ" [سورۃ الحج ۸]
ترجمہ "(اللہ تعالیٰ نے) تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں بنائی۔"

(۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو موسیٰ اشعریؓ اور معاذؓ بن جبل کو دینی معاملات کا انتظام سپرد کرتے وقت فرمایا "یسرا ولا تعسرا وبشرا ولا تنفرا وتطاوعا ولا تختلفا" [1]

ترجمہ "آسانی کرنا، مشکل میں نہ ڈالنا، رغبت دلانا، نفرت نہ دلانا، موافقت کے جذبہ کو فروغ دینا، اختلاف نہ ڈالنا"،

(۴) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بعثت بالحنفیۃ السمحۃ"، [2]
ترجمہ "میں آسان دین حنفی دے کر بھیجا گیا ہوں"

(۵) کعبہ کے ایک حصہ (حطیم) کو خانہ کعبہ کے ساتھ نہ شامل کرنے کی وجہ بتاتے ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
"لولا حدثان قومک بالکفر لنقضت الکعبۃ ولبنیتھا علی اساس ابراھیم" [3]

---

[1] [مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۲۳ طبع۔ ایچ سعید کمپنی کراچی]

[2] [بخاری شریف۔ جلد اوّل۔ کتاب الایمان۔ صفحہ ۱۰ مطبع نور محمد اصح المطابع کراچی]

[3] [مسلم شریف جلد اول کتاب الحج صفحہ ۴۲۹ طبع نور محمد اصح المطابع کراچی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ" اگر تیری قوم نئی نئی کفر سے اسلام میں داخل نہ ہوئی ہوتی تو میں کعبہ کو توڑ کر اساس ابراہیم (علیہ السلام) پر اس کو بناتا اور حطیم کو اس میں شامل کرتا)

(۲) قلت تکلیف

قلت تکلیف عدم حرج کا لازمی نتیجہ ہوتی ہے۔ کیونکہ قوانین میں جس قدر تنگیاں اور دشواریاں ہونگی۔ اسی قدر تکلیف میں زیادتی ہوگی۔

(۱) اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے " لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا "

[سورۃ البقرہ - آیت: ۲۸۶]

مفسرین نے اس آیت کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کو اتنی ہی تکلیف دیتا ہے جتنی کہ اس کی طاقت کے موافق ہوتی ہے اور وہ آسانی کے ساتھ برداشت کرلیتا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ انتہائی طاقت اور پورا زور لگانا پڑے۔ جو انسان کے بس سے باہر ہو اس پر اللہ تعالیٰ مواخذہ بھی نہیں کرتا۔

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا " [سورۃ النساء - آیت: ۲۸]

ترجمہ" اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہارے بوجھ کو ہلکا کرے اور واقعہ یہ ہے کہ انسان (طبیعت کا) کمزور پیدا کیا گیا ہے۔"

(۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ "۔

[سورۃ البقرہ آیت: ۱۷۳]

ترجمہ" پس جو کوئی اضطراری (شدید مجبوری) حالت میں (کوئی کام کرے اور وہ (اسلام سے) سرکش نہ ہو اور نہ ہی (ضرورت سے) زیادتی کرنے والا ہو"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس اس پر کوئی گناہ نہیں"

(۳) تدریج

فطرت کا ہمیشہ سے یہ قانون ہے کہ معاشرہ کی تربیت و تحمل کے مطابق بتدریج اس میں احکام کا نفاذ ہوتا ہے جسطرح بیماری کی مناسبت سے غذا اور دوا کی تجویز ہوتی ہے اور بچہ کی غذایں بھی آہستہ آہستہ (بتدریج) فرق پڑتا جاتا ہے۔ پاکستان میں اسلامی قانون انقلابی ذرائع کی بجائے بتدریج نافذ کرنے کے حق میں حضرت عائشہؓ کی درج ذیل تصریح نہایت موزوں اور دلیل راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

" انما نزل اول ما نزل سورۃ من المفصل فیھا ذکر الجنۃ والنار حتی اذا ثاب الناس الی الاسلام نزل الحلال والحرام ولو نزل اول شیء لا تشربوا الخمر۔ لقالوا لا ندع الخمر ابدا ولو نزل لا تزنوا لقالوا لا ندع الزنا ابدا۔" [1]

ترجمہ: "پہلے مفصل (سورہ حجرات سے آخر قرآن تک) کی وہ سورتیں نازل ہوئیں جن میں جنت و دوزخ (ترغیب و ترہیب) کا ذکر ہے۔ پھر جب لوگ اسلام پر مضبوطی کے ساتھ قائم ہوگئے تو اس کے بعد حلال و حرام کے احکام نازل ہوتے۔ اگر شراب نہ پینے کا حکم اول ہی دن نازل ہو جاتا تو لوگ یہ کہتے کہ ہم کبھی شراب نہ چھوڑیں گے۔ اسی طرح ابتداء ہی میں زنا، چھوڑنے کا حکم نازل ہوتا تو

[1] [بخاری شریف۔ کتاب فضائل القرآن۔ باب تالیف القرآن۔ جلد: ۲ صفحہ ۷۴۷، طبع نور محمد کراچی]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ کہہ اُٹھتے کہ ہم اس سے ہرگز نہ باز آئیں گے "۔

اس سے مراد یہ ہے کہ اسلامی قانون کے اجراء میں تدریجی طریقہ اختیار کرنا چاہیئے اور زیادہ زور تعلیم و تربیت (ذہنی فضاء ہموار کرنے) پر دینا چاہیئے نیز ابتدائی مرحلہ میں قوانین کم ہوں تاکہ ان پر عمل آسانی سے کیا جا سکے اور علم بھی کما حقہ لوگوں کو حاصل ہو جائے۔ اس کے بعد جیسی جیسی فضاء ہموار ہوتی جائے اسی قدر زندگی کے مختلف گوشوں میں شرعی قوانین کا نفاذ ہوتا رہے۔

(۴) نسخ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا " [سورۃ البقرہ ۔ آیت : ۱۰۶]

ترجمہ:" (ہمارا یہ طے شدہ قانون ہے) کہ ہم اپنے احکام میں سے جو کچھ منسوخ کر دیتے ہیں یا فراموش ہو جانے دیتے ہیں تو اس کی جگہ اس سے بہتر یا اس جیسا حکم نازل کرتے ہیں "۔

اگر ہم اس صورت کو قبول کرنے کے لیے تیار نہ ہوں تو اسلامی قانون کی لچک اور وہ عملی استعداد ختم ہو جاتی ہے۔ جس نے اس کو ہر دور اور ہر زمانہ کے لیے فیصلہ کن حیثیت دی ہے۔

(۵) یقین شک سے زائل نہیں ہوتا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی شخص کے پیٹ میں قراقر ہو اور یہ نہ پتہ چل سکے کہ وضوء نماز کی توڑنے والی چیز پائی گئی ہے یا نہیں تو جب تک یقین نہ ہو جائے اس پر عمل نہ کرے اور بدستور وضوء نماز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر قائم رہے۔

(۶) **جو حالت پہلے تھی اس حالت کو باقی رکھنا اصل ہے** . مثلاً طہارت کا یقین ہے لیکن بعد میں غیر طہارت میں شک ہو تو وہ کپڑا وغیرہ طاہر مانا جائے گا۔ جو بات یقین سے ثابت ہو تو اس کو یقین ہی ختم کر سکتا ہے۔ اگر کسی کے عمل کرنے کا یقین ہو تو (شک کے باوجود) اس کی کمی پر عمل کیا جائے گا۔ فقہاء کے نزدیک جب تک ظن غالب نہ ہو شک بھی یقین کے درجہ میں شمار ہو گا۔

(۱) مثلاً نماز پڑھنے نہ پڑھنے میں شک ہو تو دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم ہو گا۔ اگر رکعت میں شک ہو تو کم تعداد صحیح سمجھی جائے گی۔

(۲) طلاق دینے نہ دینے میں شک ہو تو طلاق نہ ہو گی۔ طلاق کے عدد دو اور تین میں شک ہو تو دو طلاق سمجھی جائے گی۔

لیکن اس اصول میں چند مستثنیات ہیں۔ جن کا تعلق دوسروں کے حقوق سے ہے۔

(۱) اگر ایک شخص کے پاس کئی قسم کا مال ہے۔ جس پر زکواۃ دینی واجب ہے۔ اس میں شک ہے کہ کل مال کی زکواۃ دینی واجب ہے یا بعض کی تو کل مال کی زکواۃ دینی واجب ہو گی۔

(۲) اسی طرح طلاق اور وفات کی عدت میں شک ہونے کی صورت میں اکثر کا اعتبار ہو گا۔ دونوں میں سے جس کی مدت زیادہ ہو گی وہ مدت گزارنی پڑے گی۔

(۷) **بعض معاملات میں عدم اصل ہے**

مثلاً (۱) دو شرکاء کے درمیان نفع یا نفع کی مقدار میں اختلاف ہوا۔ تو جس شریک نے نفع نہ ملنے یا کم ملنے کا اقرار کیا اُس کی شہادت کا اعتبار کیا جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) بیوی نان ونفقہ کا انکار کرے تو اس کی بات کو ترجیح دی جائے گی
(۳) اگر کوئی شخص قرض سے انکار کرے تو اس کی شہادت مانی جائے گی. البتہ مخالف فریق کے پاس قوی ثبوت کا اعتبار کیا جائے گا.

۸۔ بعض میں وجود اصل ہے

کسی شخص نے جانور کو جوان سمجھ کر خریدا۔ پھر بائع اور مشتری کے درمیان جانور کی عمر کے بارے میں اختلاف ہو گیا۔ اس وقت جانور بیچنے والے کا قول معتبر ہو گا. کیونکہ وہ جانور کی عمر کو زیادہ بہتر جانتا ہے۔

۹۔ اشیاء میں اصل اباحت ہے

فقہ کا اصول ہے "الاصل فی الاشیاء اباحۃ" "ہر چیز کی اصل مباح ہے۔" اگر حلال اور حرام کے درمیان کچھ اشیاء میں قطعی فیصلہ کرنا مشکل ہو اور کسی سمت ترجیح نہ دی جا سکے تو اباحت کا حکم دیں گے۔

ابو بکر جصاص فرماتے ہیں "جن چیزوں سے عقل نزدیک وہ سب مباح ہیں۔ البتہ جن کی حرمت پر (حرام ہونے پر) دلیل قائم ہو وہ اس سے مستثنیٰ ہیں"

۱۰۔ عورت کے معاملہ میں اصل حرمت ہے

مثلاً ایک شخص کی کئی بیویاں تھیں۔ اس نے ایک کے علاوہ سب کو طلاق دے دی یا ان میں سے ایک کو طلاق دے دی۔ لیکن ایک کا تعین نہیں کیا۔ اس حالت میں سب بیویوں کو طلاق ہو جائے گی۔

لہ [احکام القرآن: ابو بکر جصاص۔ جلد ا۔ صفحہ: ۳۰]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۔ حدود شبہات سے ساقط ہو جاتی ہیں

(۱) ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"ادرؤا الحدود عن المسلمین ما استطعتم فان کان لہٗ مخرج فخلوا سبیلہٗ فان الامام ان یخطی فی العفو خیر من ان یخطی فی العقوبۃ"[۱]

ترجمہ "جہاں تک ہو سکے مسلمانوں کو مقررہ سزاؤں (حدود) سے بچاؤ۔ اگر گنجائش نکل سکتی ہے (یعنی پورا ثبوت نہیں ملتا تو چھوڑ دو)۔ اس لیے کہ حاکم کا معافی میں غلطی کر کے اللہ کے دربار میں حاضر ہونا سزا میں غلطی کر کے حاضر ہونے سے کہیں بہتر ہے"

(۲) الاشباہ والنظاہر میں لکھا ہے۔

"ان الحدود تندرء بالشبہۃ"[۲]

ترجمہ "تحقیق حدود شبہ سے ساقط ہو جاتی ہیں"

اس سے یہ جواز بھی نکلتا ہے کہ گواہی عدالت کے روبرو ہو۔ گواہی در گواہی یا ایک حاکم کی تحریر دوسرے حاکم کے پاس عام حالات میں حجت نہیں ہوتی۔

۱۲۔ قصاص بھی شبہ سے ساقط ہو جاتا ہے۔

ابن نجیم لکھتے ہیں "القصاص کالحدود ..... ان الحدود تندراء بالشبہۃ"[۳]

[۱] جامع الترمذی: ابوعیسیٰ الترمذی۔ ابواب الحدود صفحہ ۲۲۴ طبع نور محمد کراچی
[۲] الاشباہ والنظاہر۔ ابن نجیم۔ کتاب الجنایات صفحہ ۴۵۸ طبع لکھنؤ
[۳] الاشباہ والنظاہر: ابن نجیم۔ کتاب الجنایات صفحہ ۴۵۸ طبع لکھنؤ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ "قصاص حدود کے مثل ہے .... تحقیق حدود شبہ سے ساقط ہوجاتی ہیں" مثلاً (۱) قصاص کا حکم سننے کے بعد قاتل پاگل ہوگیا تو اس کو قتل نہ کیا جائے گا۔ بلکہ اس سے دیت وصول کی جائے گی۔

(۲) اگر ا نے ب کو کہا کہ مجھے قتل کر دو۔ ب نے ا کو قتل کر دیا تو ب پر قصاص واجب نہ ہوگا۔ البتہ ب مجرم قرار پائے گا۔ اس کو تعزیر کی سزا ہوگی۔

۱۴۔ تعزیر شبہہ سے ساقط نہیں ہوتی

تعزیر کا ثبوت مال کے ثبوت کی طرح ہوتا ہے اور شبہہ سے ساقط نہیں ہوتی

جب ایک جنس کے دو معاملوں کا مقصود ایک ہو تو ایک دوسرے میں داخل ہوجائے گا۔

(۱) غسل کو واجب کرنے والی دو چیزوں کے پائے جانے کے باوجود ایک غسل کافی ہوگا۔

(۲) نماز میں کئی مرتبہ سہو ہوگیا۔ جس سے سجدہ سہو لازم آتا ہے تو ایک مرتبہ سجدہ سہو کر لینا کافی ہے۔

(۳) کئی مرتبہ حرام کا ارتکاب کرنے پر صرف ایک دفعہ حد کافی ہوگی۔

۱۵۔ ہر نشہ آور چیز حرام ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عن عائشة قالت سئل رسول الله صلی الله علیه وسلم عن البتع فقال کل شراب اسکر فهو حرام" [۱]

ترجمہ "حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

[۱] (بخاری شریف۔ جلد: ۲۔ باب الخمر صفحہ ۸۳۷ طبع نور محمد کراچی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے شہد کی شراب کا حکم معلوم کیا گیا جس پر آپؐ نے فرمایا کہ ہر وہ مشروب جو نشہ دے ۔ حرام ہے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام ہونے کی علت نشہ ہونا بیان فرمائی ہے۔ لہذا وہ تمام اشیاء جن کی حرمت کا ذکر علیحدہ طور پر قرآن و حدیث میں موجود نہیں ہے۔ وہ بھی مذکورہ بالا حدیث کی رو سے نشہ کی حد تک استعمال کرنے پر حرام ہو جائیں گی۔ دراصل حرام ہونے کی علت "نشہ" قرار پائی۔ البتہ خمر (انگور کی شراب) خواہ قلیل ہو یا کثیر ہو وہ حرام ہے۔ اس اصول کی بدولت افیون، بھنگ، چرس اور کوکین وغیرہ کا استعمال بھی حرام ہے۔

اسلامی قانون کی بعض ترجیحات

(۱) اسلامی قانون میں بعض احکام کو بعض پر ترجیح ہوتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قال ترکت فیکم أمرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللہ وسنۃ نبیہ" [۱]

ترجمہ "تحقیق میں تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں۔ کتاب اللہ اور اپنی سنت (طریقہ کار) اگر تم ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑ و گے (عمل پیرا ہو گے) تو تم کبھی گمراہ نہ ہو گے۔"

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر" [۲]

---

[۱] [موطاء امام مالک۔ جلد: ۲ کتاب الجامع۔ باب النھی عن القول القدر۔ طبع المصطفی البابی مصر]

[۲] [ترمذی کتاب المناقب۔ جلد: ۲ صفحہ ۲۰۷ طبع ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی کراچی]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: "(اے مسلمانو) میرے بعد ابوبکرؓ اور عمرؓ کی اقتداء (پیروی) کرو"

(۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "العلماء مصابیح الارض وخلفاء الانبیاء وورثتی وورثۃ الانبیاء" [1]

ترجمہ: "علماء زمین کے چراغ ہیں اور انبیاء کے جانشین ہیں۔ میرے اور تمام انبیاء کے وارث ہیں۔

(۴) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم" [2]

ترجمہ: "میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ تم ان میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت پالو گے۔

(۵) یحییٰ بن ابی کثیر کا قول ہے "السنۃ قاضیۃ علی القرآن" [3]

یہ فقہ کا اصول ہے کہ قرآن پاک کی وہ تفسیر معتبر ہوتی ہے جو سنت کے مطابق ہو۔

۲۔ مجبوری، اضطراری حالت، خطاء، بھول اور جبر میں معافی

(۱) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ" [سورۃ البقرہ: آیت ۱۷۳]

ترجمہ: "جو شخص مجبور کیا گیا حالانکہ اس کا ارادہ حد سے بڑھنے اور گناہ کرنے کا نہ ہو۔ اس (شخص) پر کوئی گناہ نہیں"

---

[1] [جامع الصغیر نمبر ۵۷۰۴]

[2] [مشکوٰۃ شریف۔ باب مناقب الصحابہ فصل ثالث صفحہ ۵۵۴ طبع سعید اینڈ کمپنی]

[3] [سنن الدارمی۔ ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمن الدارمی صفحہ ۱۱۷۔ طبع قاہرہ]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ وضع عن امتی الخطأ والنسیان وما استکرھوا علیہ " [۱]

ترجمہ "ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کو چھوٹ (معافی) دے دی ہے۔ خطاء، بھول اور اگر کسی پر جبر کیا گیا ہو"۔

جب جبر و اکراہ سے کسی سے قتل کرایا جائے۔ اس حالت میں حفاظت نفس کی وجہ سے وہ مجبور شخص بے قصور ہوگا۔ اکراہ کرانے والا شخص قصاص یا دیت کا سزاوار ہوگا۔ اکراہ قتل سے کم کی دھمکی کا نہ مال کے تلف کرنے کے سلسلے میں اور نہ کسی اور سلسلے میں قبول ہوگا۔ نسیان اور بھول پہ اسلام میں کوئی مواخذہ نہیں البتہ مال تلف کرنے پر تاوان دینا ہوگا اور طلاق بھول کر یا جان بوجھ کر دی جائے برابر سمجھی جائے گی۔

۳۔ تکلیف آسانی چاہتی ہے

فقہ کا اصول ہے "کلما تجاوز حدہ انعکس الی ضدہ"

ترجمہ "جو چیز حد سے گزر جاتی ہے۔ اس کا ردعمل اس کے خلاف ہوتا ہے"۔

۴۔ ضرورت کے وقت ممنوع چیزیں مباح ہوجاتی ہیں

فقہ کا اصول ہے "جمیع المحرمات تباح بالضرورۃ" [۲]

ترجمہ "تمام حرام چیزیں بوقت ضرورت (اشد) مباح ہوجاتی ہیں"۔

---

[۱] [ابن ماجہ۔ ابواب النکاح صفحہ ۱۴۸۔ طبع ادارہ احیاء السنۃ النبویہ، سرگودھا]

[۲] [امام غزالی۔ وجیز۔ جلد: ۲ صفحہ ۲۱۶]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثلاً کم سنی، دیوانگی، مرض، جبر، بھول اور ناواقفیت پر کوئی گرفت نہیں ضرورت کے وقت سہولت کے لیے قرض کی اقساط بنائی جا سکتی ہیں۔ اہل بخارا کے لیے بیع بالوفاء کو جائز قرار دیا گیا۔ اسی طرح ضرورت کے تحت اور حالات کے تحت بعض چیزیں جو عام حالات میں ممنوع ہوتی ہیں مباح ہو جاتی ہیں۔ البتہ جہاد میں جتنی مشقت اور تکلیف اٹھانی پڑے بوقت ضرورت فرض ہے۔ باری کا بخار اور عورت کا حیض جب تک شروع نہ ہو روزے سے رخصت نہیں ہے۔

۵۔ تعارض مصالح کے وقت ایک کو دوسرے پر ترجیح

اوّل: مضرت عامہ کا انسداد

فقہ کا اصول ہے کہ "یتحمل الضرر الخاص لدفع ضرر عام۔"

"عام نقصان سے بچنے کے لیے شخصی نقصان برداشت کیا جائے گا۔" [۱]

مثلاً حکومت مصلحت عامہ کے لیے انفرادی زندگی میں دخل دے سکتی ہے طبیب جاہل کو مطب کھولنے سے روکنا۔ کسی مکان کو اس لیے مسمار کرنا کہ کہیں دوسرے مکان آگ کی لپیٹ میں نہ آجائیں۔ ذخیرہ اندوزی کے وقت چیزوں کا نرخ مقرر کرنا۔ اور بوقت ضرورت ذخیرہ اندوزوں کو غلہ فروخت کرنے پر مجبور کرنا جائز ہے۔ [۲]

www.KitaboSunnat.com

دوم: برائیوں کا انسداد

فقہ کا اصول ہے "درء المفاسد اولیٰ من جلب المنافع"

"برائیوں کا دفع کرنا نفع حاصل کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔" مثلاً۔ اگر اس سے

[۱] [مجلہ دفعہ ۲۶]

[۲] [مجلہ دفعہ ۹۱۹-۹۶۴، موافقات الشاطبی جلد: ۲ صفحہ ۳۸۰]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی دوسرے کو صریح نقصان پہنچے تو ایسے شخص کو اپنے حق کے استعمال سے بھی

سوم: خفیف کو ترجیح دینا

"اذا تعارضت مفسدتان روعی اعظمہما ضرراً بارتکاب اخفہما

والضرر الاشد یزال بالضرر الاخف" لہ

ترجمہ: "جب دو نقصان پیش آجائیں تو ان میں سے ہلکے نقصان کو اختیار کیا جائے گا۔ اور ہلکا نقصان برداشت کر کے بھاری نقصان کو رفع کیا جائے گا"۔ مثلاً اپنی مدافعت میں کسی کو قتل کرنا کشتی میں آدمیوں کو بچانے کے لیے مال یا جانور کا نقصان کر دینا جائز ہے۔ البتہ سب آدمیوں کو بچانے کی خاطر ایک آدمی کو سمندر میں پھینک دینا جائز نہیں۔ کیونکہ ہر ایک کی جان کا نقصان مساوی حیثیت رکھتا ہے۔

چہارم: اعتدال و میانہ روی صراطِ مستقیم

"الاقتصاد جزء من خمس وعشرین جزءا من النبوۃ" لہ

ترجمہ: "میانہ روی (تمام حالتوں اور تمام کاموں میں) نبوت کا پچیسواں جزء ہے"

لہٰذا اسلامی قانون کی تدوین کے وقت شریعت اسلام کے مزاج و روح کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ اور اعتدال اور میانہ روی کو نظر انداز نہ کرنا چاہیے۔

فقہ کے چند اہم اصول

(۱) والدین میں سے ایک کتابی اور دوسرا مجوسی ہو تو بچہ کتابی سمجھا جائے گا۔

لہ [مجلہ دفعہ ۲۸-۲۹]

لہ [مشکوٰۃ شریف باب الحذر والتانی فی الامور صفحہ ۴۳۰ طبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں پر "خیر الابوین" کا اصول لاگو ہوگا۔ والدین میں سے مذہبی لحاظ سے جو اچھا ہو اس کے مذہب پر بچہ سمجھا جائے گا۔

(۲) اگر کسی شخص کی حلال آمدن حرام آمدن سے زیادہ ہے تو اس کا ہدیہ قبول کرنا اور دعوت کھانا درست ہے۔ ورنہ اس کے برعکس صورت پر ہدیہ قبول کرنا یا دعوت کھانا جائز نہیں ہے۔

(۳) اگر ایک بکری نے شراب پی لی یا حرام چارہ کھایا تو اس کے باوجود اس کا گوشت حلال ہے۔

(۴) کسی دوکان پر حرام اور حلال دونوں طرح سے حاصل کیا ہوا مال رہتا ہے۔ جب تک حلال اور حرام مال کا تعین نہ ہو اس وقت تک اس دوکان کے مال کی خرید و فروخت جائز نہیں۔

(۵) ایک معاملہ میں حرام اور حلال دونوں طرح کا معاملہ ہونے پر حلال معاملہ جائز ہے جبکہ حرام معاملہ ناجائز ہے۔

(۶) کسی معاملہ میں مانع اور مقتضی دونوں حکم ہوں تو مانع حکم کو ترجیح دی جاوے گی۔ مثلاً دو زخم لگے۔ ایک عمداً زخم لگا اور دوسرا زخم خطاء ضرب سے لگا تو قصاص واجب نہ ہوگا۔

(۷) کسی جگہ مسلمانوں اور غیر مسلم کی لاشیں اکٹھی ہوں اور شناخت نہ ہو سکتی ہوں تو اگر مسلم لاشیں زیادہ ہوں تو تمام لاشوں کی نماز جنازہ پڑھنی چاہیئے اور ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ اگر غیر مسلموں کی لاشوں کی تعداد زیادہ ہو تو شرعی قانون کے تحت تجہیز و تکفین کی ضرورت نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۸) حلال اور حرام کے ایک جگہ جمع ہونے کی صورت میں حرام کو غلبہ ہوگا۔

مثلاً (۱) اگر گائے کا دودھ گدھی کے دودھ میں مل جائے تو اس دودھ کا استعمال درست نہیں ہوگا۔

(۲) مسلمانوں کے ہاتھ میں چھری ہو اور غیر مسلم نے مسلمان کا ہاتھ پکڑ کر چلا دی تو ایسا ذبیحہ حلال نہیں ہے۔

متولی کی وقف سے علیحدگی

جب تک خاندان سے کوئی کھلی خیانت ظاہر نہ ہو اُس وقت تک خاندانی تولیت چل سکتی ہے۔ البتہ خیانت کے ثبوت اور شرعی عذر پر مصلحت و وقف کی بہتری اور انتظام کی خاطر حاکم متولی کو وقف سے علیحدہ کر سکتا ہے۔

ولایت خاصہ ولایت عامہ سے زیادہ قوی ہے۔

حکومت کو عمومی حیثیت سے ولایت اور انتظام کا حق حاصل ہے۔ لیکن جن لوگوں کو خصوصی حیثیت (تولیت) حاصل ہے انہیں حکومت پر ترجیح ہوگی۔ البتہ نااہلی اور بدانتظامی کی صورت میں حکومت بے دخل کر کے کوئی مناسب انتظام کر سکتی ہے۔ حکومت جایداد کا انتظام کر سکتی ہے لیکن ولی کی موجودگی میں کسی یتیم کا نکاح نہیں کر سکتی۔

ولایت کے درجے اور مراتب

(۱) باپ اور دادا کو مال اور نکاح دونوں کی ولایت کا حق حاصل ہے۔ وہ اپنے آپ کو معزول کرنا چاہیں تب بھی ولایت کی ذمہ داری سے دستبردار نہیں ہو سکتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) باپ اور دادا کے علاوہ دوسرے قریبی رشتہ داروں کو نکاح کی ولایت تو حاصل ہے لیکن مال کی ولایت حاصل نہیں۔

(۳) منتظم اجنبی یا وصی اجنبی کو صرف مال کی ولایت ہوگی۔ نکاح کی ولایت حاصل نہ ہوگی۔

کام مقاصد کے لحاظ سے دیکھے جاتے ہیں

(۱) مثال کے طور پر کسی سے تین دن تک قطع تعلق جائز نہیں۔ لیکن اگر مقصود قطع تعلق نہ ہو تو تین دن سے زیادہ قطع تعلق کیا جاسکتا ہے۔

(۲) نماز کے دوران خوشی کی خبر سن کر الحمد للہ وغیرہ پڑھنے سے نماز باطل ہو جائے گی۔

(۳) جس گٹھڑی یا صندوق میں قرآن حکیم رکھا ہوا ہے۔ اگر ایک شخص برائے حفاظت اور توہین سے بچانے کی غرض سے بیٹھ جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ورنہ عام حالات میں ناجائز ہے۔

حکومت وقت کی قانون سازی کا جواز

قانون کا شارع اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کی تشریح و توضیح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی۔ ہر دور اور ہر شعبۂ زندگی کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے اسلامی حکومت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ایک ادارہ بنائے۔ جس میں قدیم وجدید علوم کے ماہرین مروجہ قانون کی قرآن وسنت کی روشنی میں اجتہاد کرکے ترمیم کریں۔ اس طرح ریاستی اجماع کی صورت میں منظور شدہ اسلامی قانون اسلامی ریاست کے شہریوں کے لیے حجت کا درجہ رکھتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُوْلِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ"۔ [سورۃ نساء آیت ۵۹]

ترجمہ:۔ اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی اور حاکم وقت (اسلامی ریاست میں مروجہ قانون) کی"

اس کی تشریح وتوضیح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح فرمائی:۔ "عن ابی ھریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ ومن اطاع امیری فقد اطاعنی ومن عصی امیری فقد عصانی"۔ [۱]

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق جس نے میری اطاعت کی۔ پس تحقیق اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی پس تحقیق اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے امیر کی اطاعت کی پس تحقیق اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی۔ اس نے میری نافرمانی کی۔

حدیث پاک میں ہے۔

"عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسمعوا واطیعوا وان استُعمِل علیکم عبد حبشی کان راسہ زبیبۃ"۔ [۲]

ترجمہ:۔ سنو اور اطاعت کرو اگرچہ تم پر حبشی غلام ہی حاکم کیوں نہ بنایا جائے۔ جس کا سر منقّی کی طرح (چھوٹا) ہو"۔

---

[۱] [(ا) صحیح مسلم جلد: ۲ باب: وجوب طاعۃ الامراء صفحہ ۱۲۴ طبع نور محمد کراچی
(ب) صحیح البخاری جلد: ۲ کتاب الاحکام صفحہ ۱۰۵۷ طبع نور محمد کراچی]

[۲] [صحیح البخاری جلد: ۲ کتاب الاحکام صفحہ ۱۰۵۷ طبع نور محمد کراچی]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"عن ابن عباس یرویہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من رأی من امیرہ شیئاً فکرھہ فلیصبر فانہ لیس احد یفارق الجماعۃ شبراً فیموت الامات میتۃ جاھلیتہ"۔ [1]

ترجمہ "ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو حاکم وقت کی کوئی برائی معلوم ہو تو وہ صبر سے کام لے۔ کیونکہ جس شخص نے حاکم وقت کی ذرا سی بھی نافرمانی کی اور وہ مرگیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا"۔

حکومت کی قانون سازی جو قرآن وسنت اور اجماع صحابہ کے خلاف نہ ہو بالاجماع جائز ہے۔ البتہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"لاطاعۃ فی معصیۃ اللہ انما الطاعۃ فی المعروف"۔ [2]

ترجمہ: "اللہ کی نافرمانی میں اطاعت نہیں۔ البتہ اطاعت معروف کاموں میں ہے"۔

قرآن پاک میں رواج وعادت کا کوئی متبادل لفظ ماسوائے "معروف" کے نہیں آیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسی بات جس کو عقل سلیم قبول کرتی ہو اور اس میں اخلاق، انصاف اور شریعت کے خلاف کوئی بات نہ ہو۔

"ماراہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن"

ترجمہ "جو مسلمانوں کے نزدیک درست ہے پس وہی اللہ کے نزدیک بھی درست ہے"۔

---

[1] [صحیح البخاری۔ جلد: ۲ کتاب الاحکام صفحہ ۱۰۵۷ طبع نور محمد کراچی]

[2] [بخاری شریف۔ جلد: ۲ کتاب اخبار الاحاد صفحہ ۱۰۷۸ طبع نور محمد کراچی]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی حکومت قانون سازی کے وقت درپیش مسائل کے اندر مباحات امور میں آزاد ہوتی ہے۔ لہٰذا حکومت وقت ٹیکس ملکی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے لگا سکتی ہے۔ تعزیراتی سزاؤں سے متعلق قانون۔ فوج، پولیس۔ جیل اور دیگر سرکاری محکموں سے متعلق قانون بنا سکتی ہے۔

پاکستان میں اسلامی قانون سازی

پاکستان اسلام کے نام پر بنایا گیا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ موجودہ حکومت ملک میں اسلامی قانون نافذ کرنے میں مخلصانہ کوشش کر رہی ہے۔ اجتہاد کا دروازہ قیامت تک

کیلئے کھلاہے اجتہاد پر پابندی لگانے کی بدولت مذہب میں بدعات اور توہمات کا دخول ہوتا ہے۔ جس سے لوگوں کے دلوں میں بیزاری اور بے اطمینانی پیدا ہوتی ہے۔

اسلام ایک مکمل دین ہے۔ اسلامی قانون سازی کے وقت ہر شعبۂ زندگی کو اسلامی نظام کے تحت ڈھالنے کے لیے قانون بنانا ضروری ہے۔ معاشرت، سیاست، تعلیم اقتصادیات، عدالت غرض ہر شعبہ حکومت کو اسلامی احکام و ہدایات کے مطابق ڈھالا جائے سے متعلق قانون سازی کی جائے۔ مسلمان ایک الگ قوم ہے۔ جس کی قومی زبان عربی ہے۔ بدقسمتی سے انگریز کی غلامی کا اثر ہماری زبان اور معاشرت پر بھی پڑا ہے۔ ہمارا تعلیم یافتہ طبقہ انگریزی تو روانگی سے بول سکتا ہے لیکن عربی زبان اتنی بھی نہیں جانتا کہ قرآن اور نماز پڑھتے وقت اس کا مطلب ہی سمجھ سکے۔ اس لیے قانون بنایا جائے کہ انگریزی کی جگہ عربی زبان کو لازمی قرار دیا جائے اور مغربی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تہذیب و معاشرت کی بجائے اسلامی تہذیب و معاشرت کا رواج عام کیا جائے ۔
نماز دین کا ستون ہے ۔ برائیوں اور بے حیائی کے کاموں سے روکتی ہے ۔ ایسا قانون بنایا جائے کہ ملک کے ذمہ دار عہدوں پر فائز افسران بشمول امیدواران الیکشن پانچ وقت کے نمازی ہوں ۔ ناظم صلوٰۃ سے باقاعدہ رپورٹ لی جائے ۔ اگر وہ فرائض کے پابند ، گناہ کبیرہ سے بچنے والے اور گناہ صغیرہ پر اصرار نہ کرتے ہوں ۔ ان کا نیکیوں کا پہلو ان کے برائیوں کے پہلو پر غالب ہو تو اس صورت میں انکو عہدوں پر بحال رکھا جائے اور ترقی کے مواقع فراہم کیے جاویں ۔ ورنہ انکی حوصلہ شکنی کی جائے ۔ پاکستان میں اسلامی نظام کو مستحکم کرنے کے لیے قضاء ، افتاء ، شرطیہ (پولیس) حسبہ اور دیوان المظالم کے ادارے قائم کیے جاویں ۔ ناظم صلوٰۃ کو "حسبہ" میں شامل کرکے "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" کی ڈیوٹی ان کے سپرد کی جائے ۔ نیز ذمہ دار عہدے داروں کے تقرر و ترقی کے وقت ، امیدواران الیکشن کے کاغذات نامزدگی کے داخلے کے وقت اور گواہ کے تزکیۃ الشہود کے وقت ناظم صلوٰۃ کی رائے اور گواہی کو اہمیت دی جائے ۔

اسلامی ریاست مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسلامی قوانین بتدریج نافذ کیے اور اب بھی پاکستان میں اسلامی قانون بتدریج نافذ ہونے ضروری ہیں ۔ جس نظام میں تبدیلی آہستہ آہستہ اور بتدریج لائی جائے تو وہ نظام دیرپا ہوتا ہے ۔ اسلامی قانون پر وسیع نظر رکھنے والوں کو محنت اور تیاری کے لیے کافی وقت مل جاتا ہے ۔ نیز اجتماعی اجتہاد سے لوگوں کا قانون پر اعتماد بحال ہو جاتا ہے ۔

پاکستان کے تمام دستوروں میں ایسے ادارے کے قیام کا اہتمام کیا گیا ۔ جو حکومت کو مشورہ دے کہ مروجہ قوانین میں سے کون سے قوانین قرآن و سنت کے خلاف ہیں اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز قوانین کو اسلام کے مطابق بنانے میں رہنمائی بھی کرے ۔موجودہ حکومت نے قدیم و جدید علوم کے ماہرین پر مشتمل دو ادارے اسلامی نظریاتی کونسل اور وفاقی شرعی عدالت بنائے۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے حدود آرڈیننس، اسلامی قانون شہادت اور دیت و قصاص کے مسودوں کے علاوہ بھی کافی اسلامی قانون سازی کا کام کیا۔جبکہ وفاقی شرعی عدالت نے دیت و قصاص، سیاسی پارٹیوں کے قانون ۱۹۲۶ء نمائندگی کے قانون مجریہ ۱۹۷۶ء قانون شفعہ، نیشنل رجسٹریشن ایکٹ ۱۹۷۳ء اور اس کے علاوہ کافی دیگر مقدمات میں فیصلہ دیا کہ ان قوانین کو کس حد تک ترمیم کرکے قرآن و سنت کے مطابق بنایا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ کئی صد قوانین کو مشتہر کر کے عام لوگوں کی رائے لے کر وفاقی شرعی عدالت نے انکی شرعی پوزیشن واضح کی اور ترمیم کرکے قرآن و سنت کے مطابق بنانے کی راہ نکالی ۔

موجودہ حکومت قاضی عدالتوں کا اجراء، اسلامی قانون شہادت اور دیت و قصاص کا قانون ملک میں بتدریج نافذ کرنا چاہتی ہے ۔شروع میں بعض مقدمات قاضی عدالتوں کے دائرہ اختیار (Jurisdiction) سے باہر رہیں گے مثلاً بینک، انشورنس کمپنیاں، سروس رولز (Service Rules) اور مالی نوعیت کے مقدمات۔ لیکن جب سود کا مکمل خاتمہ ہو جائے گا اور مزید مروجہ تمام قوانین کو اسلام کے مطابق بنانے کے تقاضے پورے ہو گئے تو اسلامی قانون کو پورے ملک میں مکمل طور پر نافذ کر دیا جائے گا ۔

میرے نزدیک موجودہ حکومت کا اسلامی قانون نافذ کرنے کا بتدریج طریقہ اور اسلامی قانون سازی کا طریقہ کار قابل تعریف ہے ۔ البتہ اسلامی نظریاتی کونسل کو جو ایک مستقل ادارہ ہے مجلس شوریٰ میں ایوان بالا کی حیثیت حاصل ہونی چاہیئے۔ مجلس

11938

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شوریٰ کے نامزد ماہرین (Tecnocrates) کو بھی اسلامی نظریاتی کونسل کی طرح مجلس شوریٰ خاص (ایوان بالا) کا درجہ حاصل ہو۔ اسلامی جذبہ رکھنے والے جدید و قدیم علوم و فنون کے ماہر متخصصین پر مشتمل اسلامی نظریاتی کونسل کے افراد کو سلطانی قانون سازی کے لیے درپیش ضروریات پوری کی جائیں۔ تاکہ انہیں درپیش مسائل کی تہہ تک پہنچنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئے۔

معیاری لائبریریوں میں مرکز تحقیق اسلامی قانون قائم کیے جائیں جن کا بلا واسطہ رابطہ اسلامی نظریاتی کونسل، مجلس شوریٰ خاص و عام اور سربراہ مملکت سے ہو۔ تاکہ اسلامی قانون سازی میں تحقیق اور علم و فکر کا وافر موقعہ میسر آئے۔

" بعض علما نے قابل حد جرائم میں سترہ جرموں کو شمار کیا ہے۔ لیکن مندرجہ ذیل جرائم کو قابل حد قرار دینے میں سب کا اتفاق ہے۔ (۱) ارتداد (۲) قتل و غارت (۳) زنا (۴) قذف (زنا کی تہمت لگانا) (۵) شراب نوشی (۶) چوری (۷) جانوروں کے ساتھ مباشرت (۸) ہم جنسی (۹) سحر (۱۰) ترک صلوٰۃ (۱۱) ترک صوم "۔ [۱]

البتہ علامہ محمد فرید وجدی نے صرف سات جرموں کو قابل حد تسلیم کیا جو کہ درج ذیل ہیں۔

" (۱) حد ارتداد (۲) حد لغاوت (۳) حد زنا (۴) حد قذف (۵) حد سرقہ (۶) حد رہزنی اور (۷) حد شراب خوری "۔ [۲]

فروری ۱۹۷۹ء سے پاکستان میں (۱) حد شراب (۲) حد سرقہ (۳) حد رہزنی (۴) حد زنا اور (۵) حد قذف نافذ ہو چکی ہیں۔

---

[۱] [ابن حجر عسقلانی: فتح الباری شرح البخاری۔ جلد ۱۵۔ صفحہ ۱۶۱ طبع مصر ۱۹۵۹ء]

[۲] [محمد فرید وجدی: دائرہ المعارف قرن العشرین جلد: ۳ صفحہ ۲۷۰ طبع مصر]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی قانون شہادت، دیت وقصاص کا قانون اور قاضی کورٹس آرڈیننس بھی جلد نافذ ہونے والا ہے۔ میرے نزدیک پاکستان کو اسلام کا قلعہ بنانے کے لیے اور باقی دنیا کے لیے اسلامی نظام حکومت کو بطور ایک نمونہ پیش کرنے کی خاطر موزوں وقت پر بتدریج (۱) حد ارتداد (۲) حد بغاوت (۳) ترک صلوۃ (۴) ترک صوم (۵) ہم جنسی اور (۶) سحر سے متعلق اسلامی قانون بنا کر اس کو سختی سے ملک میں نافذ کر دینا ضروری ہے۔ تاکہ کوئی مسلمان اسلامی قانون کے خلاف قولاً، فعلاً، عملاً کسی قسم کا زہر اگلنے کی جرأت نہ کر سکے۔

مجلس شوریٰ خاص و عام کا اجلاس بلایا جائے تو حسب ضرورت صدر مملکت بمعہ کابینہ اسلامی نظریاتی کونسل کے ارکان، نامزد ماہرین مجلس شوریٰ اور منتخب مجلس شوریٰ کے ممبران سب مل کر درپیش مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر حالات وسہولت کے مطابق غور وفکر کے بعد شریعت کے مطابق اس کا حل ڈھونڈیں۔ مجلس شوریٰ اس طرح قرآن وسنت کی روشنی میں متفقہ طور پر قانون بنائے گی تو اُسے ریاستی اجماع کا مقام حاصل ہوگا۔ اگر اکثریت سے قانون پاس کرے گی تو اُسے اجتماعی اجتہاد کا درجہ حاصل ہوگا۔ صدر مملکت کو یہ حق حاصل ہو کہ اپنے دستخطوں اور نافذ کرنے کے اعلان سے پہلے اسلامی قانون کی ترمیم واصلاح کے لیے مجلس شوریٰ کی کمیٹیوں کو مزید غور وفکر کا موقعہ دیں۔ آخر میں صدر یا سربراہ مملکت کے دستخطوں سے مکمل ہو کر یہ اسلامی قانون ملک میں نافذ ہو جائے۔

علاقہ قاضی یا ضلع قاضی کو اگر کسی مسئلہ میں اسلامی قانون کی راہنمائی کی ضرورت پیش آئے تو وہ درپیش مسئلہ بمعہ ضروری معلومات وفاقی شرعی عدالت یا سپریم شرعی عدالت کو برائے راہنمائی (Reference) بھیج دے۔ مسئلہ پر غور وخوض کے بعد سپریم شرعی عدالت یا وفاقی شرعی عدالت جواب بمعہ ریکارڈ مقدمہ متعلقہ عدالت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو واپس ارسال کر دے۔

اسلام میں قانون سازی کو بدلتے ہوئے حالات سے ہم آہنگ رکھنے اور اعلیٰ معیار برقرار رکھنے کے لیے دو حصوں میں تقسیم کرنا چاہیئے۔ ایک حصہ شرعی عدالتوں میں مقدمات درج ہونے سے لے کر فیصلوں پر عملدرآمد تک کا طریقہ کار (Procedure) پر مشتمل ہو۔ اس میں قانون سازی کا حتمی اختیار (Jurisdiction) وفاقی شرعی عدالت یا سپریم شرعی عدالت کو حاصل ہو۔ اسلامی قانون سازی کا دوسرا حصہ ملک کے دستور و قوانین کو قرآن وسنت کی روشنی میں اجتہاد کر کے اسلامی شریعت کے مطابق بنانے پر مشتمل ہو۔ جس میں قانون سازی کا حتمی اختیار (Jurisdiction) مجلس شوریٰ کو حاصل ہو۔

اس طرح سپریم شرعی عدالت اور مجلس شوریٰ ضرورت و حالات کے مطابق قانون سازی کر کے اسلامی قانون کے معیار کو مزید بہتر کرتے رہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ۔

11938

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جج، منصف، مجسٹریٹ، وکلاء، علماء، دینی مدارس کے طلبہ کے لئے نادر تحفہ

اسلام کا قانونِ شہادت جلد اول

حصہ فوجداری

تالیف

مولانا سید محمد متین ہاشمی
ڈائریکٹر ریسرچ سیل

حدود و قصاص اور جملہ فوجداری مقدمات میں اسلام کے قانون شہادت کا اجراء کیسے ہوگا؟ اور موجودہ دور میں اس کو کیسے نافذ کیا جائے گا؟

ملنے کا پتہ

مرکز تحقیق ریسرچ سیل دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظامِ عُشر کی برکات

ترتیب

مولانا سیّد محمد متین ہاشمی

اس کتابچے میں عام فہم اور بلیغ انداز میں عشر کی اہمیت اس طرح واضح کی گئی ہے کہ دیہات کے تھوڑے پڑھے لکھے لوگ بھی اسلامی زکوٰۃ کے اس اہم جُز کی برکات سے آگاہی حاصل کر سکتے ہیں۔

بہترین کتابت عمدہ کاغذ رنگین ٹائیٹل خوبصورت چھپائی

قیمت پانچ روپے

ملنے کا پتہ

مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مرکز تحقیق (ریسرچ سیل)، دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری کی

مطبوعات

اسلام کا قانونِ شہادت جلد اوّل (حصہ فوجداری)

فوجداری مقدمات، حدود و قصاص میں شہادت کا اسلامی معیار۔ طریق کار، عادل شاہد، عادل کا موجودہ دور میں معیار۔ اسلامی فقہ کی تمام کتب متعلقہ پر چہار ائمہ فقہ سے اُردو زبان میں سب سے پہلی کتاب

مرتبہ: سید محمد متین ہاشمی ـــــ قیمت ۵۵/-

اسلامی حدود اور اُن کا فلسفہ مع اسلام کا نظام احتساب

اسلامی سزائیں کب اور کیسے نافذ ہوتی ہیں۔ قرآن، سنت اور فقہ و آثار سے ماخوذ ایک مختصر مگر مدلل کتاب۔

قاضی اور وکلا کے لئے تمام بنیادی معلومات یکجا جمع کر دی گئی ہیں۔

مرتبہ: سید محمد متین ہاشمی ـــــ قیمت ۶/-

فہرست مخطوطات (تین جلد)

دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری میں موجود نادر و کمیاب قلمی کتب کی تفصیلی فہرست جس میں مخطوطات کے تعارف کے ساتھ ساتھ مؤلفین کے حالاتِ زندگی پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ قیمت مجلد ۵۰/۔ پیپر بیک ۱۲/-

مرتبین: مولانا سید محمد متین ہاشمی، ساجد الرحمٰن صدیقی، حافظ غلام حسین

اسلامی نظام عدل کا نفاذ، مشکلات اور اُن کا حل

اسلامی نظام اور مغربی نظام عدل کا بنیادی اور نظریاتی فرق، موجودہ دور میں کیا دور اس کے نفاذ میں حائل مشکلات ان کو کیسے ہٹایا جا سکتا ہے۔ مغربی نظام عدل کی خامیاں اور اسلامی نظام عدل کی کامیابی کے واضح امکانات پر ایک پُر مغز کتابچہ ـــــ تالیف: سید محمد متین ہاشمی ـــ قیمت ۵/-

دو قومی نظریہ

اسلامیانِ برصغیر پاک و ہند گذشتہ ڈیڑھ سو سالہ تاریخ کا تنقیدی جائزہ، دو قومی نظریہ کی اسلامی اساس اور دو قومی نظریہ کی تخلیق کے سیاسی محرکات پر ایک مدلل بحث۔ آفسٹ پیپر۔ خوش رنگ سرورق، دیدہ زیب کتابت، عمدہ چھپائی۔

مرتبہ: مولانا سید محمد متین ہاشمی ـــــ قیمت ۵ روپے

نظامِ عُشر کی برکات

مصارف عُشر، عُشر کس فصل پر ہوگا، کن حالات میں عُشر معاف ہو جاتا ہے۔ عشر کے متعلق قرآن و حدیث اور تعامل اُمت، عشر کا حساب کرنے کے طریقے، مختصر تاریخ عشر اور دیگر معلومات۔ آفسٹ طباعت۔ خوشنما سرورق۔

مرتبہ: سید محمد متین ہاشمی ـــــ قیمت ۵ روپے

سہ ماہی منہاج لاہور

جنوری ۱۹۸۳ء سے مرکز تحقیق نے ایک سہ ماہی علمی فقہی تحقیقی مجلہ کا اجرا کیا ہے اس کے تین شمارے منظرِ عام پر آ چکے ہیں۔ (۱) جنوری ۱۹۸۳ء اجتہاد نمبر اپنے موضوع پر ایک منفرد کتاب ہے جس میں اجتہاد کے تمام پہلوؤں پر گفتگو کی گئی ہے۔ (۲) اپریل اور جولائی ۱۹۸۳ء عُشر نمبر۔ عُشر کے معاملہ میں ایک انسائیکلوپیڈیا المعارف عشر نمبر حصہ اوّل۔ عشر نمبر حصہ دوم۔

مدیر مسئول: سید محمد متین ہاشمی ڈائریکٹر ریسرچ سیل دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری لاہور

اسلامی حکومت میں اقلیتیں

اقلیتیں قبل از اسلام، اسلامی دور حکومت میں اقلیتوں کا مسئلہ اور ان کا حل وغیرہ۔

ترتیب: حافظ غلام حسین ـــــ قیمت ۶ روپے

مغربی جمہوریت اہلِ مغرب کی نظر میں

جمہوری طرز حکومت کے بارے میں مغرب نے کیا لکھا یا کہا؟ مشہور و معروف مغربی مفکرین، سیاسیات، معاشیات اور عمرانیات کی آراء پر مشتمل ایک مختصر مگر مدلل مجموعہ۔ کتابچہ جس کے مطالعے سے جمہوریت کے اچھے یا برے خدوخال واضح ہو جاتے ہیں۔

تالیف: تحسین فراقی ـــ قیمت ۶ روپے

بلا سُود بینکاری

بینکاری کا اسلامی نقطۂ نظر، جدید بینکنگ، سود سے پاک معیشت کی بنیادیں اور تجارتی سود کی خرابیاں وغیرہ۔ تالیف: محمد اکرم خان ـــ قیمت ۶/۵۰

نفاذِ شریعت میں تدریج

انقلابی اور ارتقائی طریق کار کا فرق، ارتقائی طریق کار کی اہمیت، اصلاح اُمت کے سلسلے میں آراء۔ ترتیب: حافظ محمد سعادت ـــ قیمت ۶/-

ملنے کا پتہ: مرکز تحقیق (ریسرچ سیل) دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری نسبت روڈ لاہور فون ۶۳۱۳۶۹، ۶۱۵۱۷

طابع: امپرنٹ آفسٹ پرنٹرز ۸۔ ایبٹ روڈ لاہور